Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

ماہنامہ کشمیرالیوم

(رجسٹرڈ)

جلد نمبر 20، شمارہ نمبر 12، جولائی 2023ء ذوالحجہ محرم ۱۴۴۴ھ

مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی | حامد میر

سرور منیر راؤ | رُباب عائشہ | عاصم قدیر رانا

اس شمارے میں

اداریہ	بائیڈن مودی مشترکہ اعلامیہ!!!	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	3
گرداب	مسئلہ کشمیر میں میڈیا کا کردار	سید عارف بہار	4
اظہارخیال	یوم شہداء کشمیر	غلام اللہ کیانی	6
فکرونظر	شہید برہان وانیؒ ایک استعارہ	شہباز بڈگامی	9
شخصیات	برہان مظفر وانیؒ شہید	بشارت علی بارو	11
شخصیات	شہید برہان وانیؒ کا عہد	ابن قاضی کشمیری	13
شخصیات	وہ شاہ بلوط تھا	یاسین احمد چارلی	15
شخصیات	برہان مظفر وانیؒ شہید	میر افسر امان	16
شخصیات	شہید برہانؒ نے سوچ بدل دی!	ایس احمد پیرزادہ	18
شخصیات	شہید کمانڈر برہان وانیؒ	صریر احمد	21
شخصیات	موت العالم	محمد رضی الاسلام ندوی	25
فکرونظر	کم فہمی عذاب سے کم نہیں ہوتی	شہزاد منیر احمد	27
کشمیر کے شب وروز	معرکے۔۔۔	ہمایوں قیصر	30

ماہنامہ کشمیرالیوم میں شائع ہر کالم، کالم نگار کی ذاتی آراء پر مبنی ہوتا ہے، جس سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں (چیف ایڈیٹر)

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقامِ اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

قیمت 40 روپے، سالانہ زرتعاون 400 روپے

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں وکشمیر : غازی محمد اعظم

گلگت بلتستان : عبدالہادی بونجوی

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیویارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابوحماد

کمپوزنگ :

منیجر فائنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

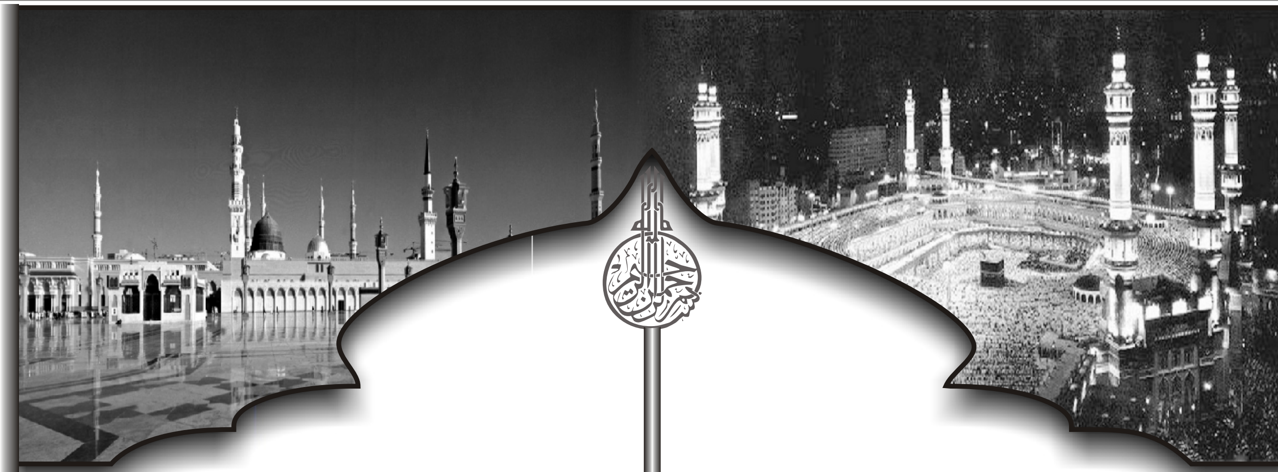

القرآن

انبیا کا مقصدِ بعثت، لوگوں کو اللہ کی بندگی کی طرف دعوت دینا!!

انہوں نے جواب دیا ’’ تجھے تو معلوم ہی ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے اور تُو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم چاہتے کیا ہیں۔‘‘ لوطؑ نے کہا ’’ کاش میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا، یا کوئی مضبوط سہارا ہی ہوتا کہ اس کی پناہ لیتا۔‘‘ تب فرشتوں نے اس سے کہا کہ ’’ اے لوطؑ، ہم تیرے ربّ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، یہ لوگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ بس تُو کچھ رات رہے اپنے اہل وعیال کو لے کر نکل جا۔ اور دیکھو، تم میں سے کوئی شخص پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے۔ مگر تیری بیوی (ساتھ نہیں جائے گی) کیونکہ اس پر بھی وہی کچھ گزرنے والا ہے جو اِن لوگوں پر گزرنا ہے۔ ان کی تباہی کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے۔۔۔۔ صبح ہوتے اب دیر ہی کتنی ہے!‘‘

پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے ربّ کے ہاں نشان زدہ تھا۔ اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

اور مَدیَن والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ اُس نے کہا ’’اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ آج میں تم کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں، مگر مجھے ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا۔ اور اے برادرانِ قوم، ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پُورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔ اور بہر حال میں تمہارے اوپر کوئی نگرانِ کار نہیں ہوں۔‘‘

سورہ ہود آیت نمبر 79 تا 86 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الحدیث

شیطان کی تین گرہیں!!!

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند خوش مزاج رہتا ہے۔ ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔

صحیح بخاری

غیر موجودگی میں کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے!!!

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمان شخص کی اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہ دعا قبول ہوتی ہے جو اس کی غیر موجودگی میں کی جاتی ہے، اور (دعا کرنے والے) کے پاس ایک فرشتہ مامور ہوتا ہے، جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر کرتا ہے تو وہ مامور فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے: اسی مثل تمہارے لیے بھی ہو۔‘‘

رواہ مسلم

نیک اور برے دوست کی مثال نبی ﷺ کی نظر میں!!!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔

صحیح بخاری

بائیڈن مودی مشترکہ اعلامیہ پر حزب سربراہ سید صلاح الدین احمد کا حقیقت پسندانہ ردعمل!!!

بائیڈن مودی مشترکہ اعلامیہ انتہائی گمراہ کن ۔امریکی موجودہ قیادت زمینی حقائق کو پس پشت ڈال کر مفادات اور تعصب پر مبنی کردار ادا کرکے،مودی رجیم کے انسانیت کش جرائم میں شریک ہونے کا برملا اظہار کررہی ہے۔ان خیالات کا اظہار حزب سربراہ اور متحدہ جہاد کونسل کے چیرمین سید صلاح الدین نے متحدہ جہاد کونسل کے ایک خصوصی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ امریکی صدر شاید یہ بھول چکے ہیں کہ یہی وہ نریندر مودی ہیں جن کا 2005 میں اس وقت کی امریکی حکومت نے ویزہ منسوخ کرتے ہوئے امریکہ میں ان کے داخلے پر بھی پابندی عائد کردی تھی،نریندر مودی جب گجرات کے وزیراعلیٰ تھے تو 2005 میں مسلم کش فسادات کے نتیجے میں ہزاروں افراد مارے گئے تھے جن میں اکثریت مسلمانوں کی تھی۔سید صلاح الدین احمد نے کہا کہ یہ تب کی بات ہے جب نریندر مودی صرف وزیراعلیٰ تھے۔آج وہ بھارت کے وزیراعظم ہیں اور آج اقلیتوں پر مظالم میں نہ صرف اضافہ ہوا ہے بلکہ انہیں اپنا مذہب تبدیل کرنے کیلئے ہر سطح پر مجبور بھی کیا جارہا ہے۔24 جون 2023 کو زڈورہ گاوں پلوامہ کی مسجد میں بھارتی فورسز داخل ہوئے اور نمازیوں کو جے شری رام کے نعرے دینے پر مجبور کردیا۔انکار کے نتیجے میں انہیں خوفناک تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔خود اقوام متحدہ کے انسانی حقوق ادارے کی طرف سے جاری کئے گئے 2018-2019 کے سالانہ رپورٹ میں اقلیتوں کیلئے بھارت کو بدترین جگہ قرار دیا ہے اور 2022 میں اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر کی جانب سے شائع رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ بھارتی حکومت کی جانب سے اقلیتوں اور ہندوں کی چھوٹی ذاتوں کے حقوق نہ صرف سلب کیے گئے بلکہ انسانیت سوز سلوک بھی کیا گیا۔مسلمانوں پر تو ہمیشہ سے ہی بھارت کی جانب سے مظالم ڈھائے گئے مگر اب اس لسٹ میں سکھ، دلت اور عیسائی بھی شامل ہوگئے ہیں۔ بھارت میں بی جے پی اور آر ایس ایس کے پیروکاروں کے سوا باقی ہندو خود کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں۔متحدہ جہاد کونسل کے سربراہ نے کہا کہ معاملات اب اس سے آگے جاچکے ہیں۔29 مئی 2009 کو شوپیاں میں آسیہ اور نیلوفر کے قتل و عصمت ریزی کے معاملے میں پوسٹ مارٹم کرنے والے دو ڈاکٹرز ڈاکٹر نگہت شاہین اور ڈاکٹر بلال کو 13 سال بعد بھارت کے خلاف سازش رچنے کے الزام میں نوکری سے برطرف کردیا گیا ہے۔ان کا جرم صرف یہ ہے کہ انہوں نے ان معصوم خواتین کے ساتھ ہوئی زیادتیوں کی صحیح رپورٹ کیوں دی جس سے ان کے سورماوں کی دامن پر داغ لگ گئے۔سید صلاح الدین نے کہا کہ ایک ایسے ملک کا سربراہ جو اقوام متحدہ کی ان قراردادوں کی حمایت کررہا ہے جن میں کہا گیا ہے کہ جموں وکشمیر ایک متنازءخطہ ہے اور اس کا فیصلہ کشمیری عوام کی رائے کے عین مطابق ہونا چاہئے،کس منہ سے جموں وکشمیر کی مقامی مزاحمتی تنظیم حزب المجاہدین کو دہشت گردی سے جوڑ کر، بے اصولی اور دوہرے معیار کا مظاہرہ کرکے،حقایق سے جی چرارہا ہے۔امیر حزب المجاہدین نے کہا کہ حزب المجاہدین کبھی کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث نہیں رہی۔اس تنظیم نے ہمیشہ قابض فورسز کے ساتھ مقابلہ کیا،اور یہ عمل اقوام متحدہ کے منشور کے عین مطابق ہے۔ جہاد کونسل کے سربراہ نے سوال کیا کہ اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے امریکی انتظامیہ ایسٹ تیمور کی آزادی، یوکرین کی خودمختاری کیلئے روس کے خلاف متحرک ہوئی لیکن جس متنازءخطے کیلئے اقوام متحدہ کی قرادادیں موجود ہیں اور جن قراردادوں کی خود امریکہ نے ہمیشہ حمایت کی ہے،وہاں جدوجہد آزادی کے کارکنوں اور تنظیموں کو دہشت گرد قرار دینا دہرا معیار نہیں تو پھر کیا ہے۔سید صلاح الدین احمد نے بائیڈن انتظامیہ سے اپیل کی کہ وہ زمینی اور تاریخی حقایق کا ادراک کرتے ہوئے،مقبوضہ ریاست کے حوالے سے اقوام متحدہ کی قرادادوں کی روشنی میں،کشمیری عوام کی رائے کے عین مطابق حل نکالنے میں اپنا کردار ادا کرے۔وقتی مصلحت اور جانبدارانہ اور متعصّبانہ کردار سے امریکہ کے عالمی وقار کو شدید نقصان پہنچے گا اور پہنچ رہا ہے۔سید صلاح الدین احمد نے۔" پاکستان کے ارباب اقتدار سے بھی دردمندانہ اپیل کی کہ وہ کچھ وقت کے لئے کرسی کی رسہ کشی سے فراغت حاصل کرکے مقبوضہ کشمیر کی انتہائی گھمبیر اور ہوش ربا صورت حال پر اپنی ساری توجہ مرکوز کریں اور معزرت خواہانہ،نیم دلانہ اور مدافعانہ پالسی کے بجائے ایک جارحانہ اور جراتمندانہ سفارتی مہم جوئی اختیار کرتے ہوئے کشمیریوں کی بھرپور اور ٹھوس مدد کرے جو انکی اخلاقی و آئینی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ کشمیر میں میڈیا کا کردار

سید عارف بہار

فی زمانہ میڈیا کا کردار دنیا میں بہت اہمیت کا حامل ہوکر رہ گیا ہے ۔میڈیا ذہن سازی سے معاملات کو اُجاگر کرنے اور حقیقت حال دنیا تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میڈیا کو دائرہ وسیع ہونے کے ساتھ اس کی طاقت اوراثر پزیری میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے ۔میڈیا کے ذریعے سیاہ کوسفید اورسفید کو سیاہ ثابت کرنا آسان ہے ۔کشمیری عوام کی تحریک میں بھی میڈیا کا کردار بہت اہم رہا ہے ۔کشمیری پاکستانی اور بین الاقوامی میڈیا نے ہر دور میں کشمیر کی اصل تصویر دنیا کو دکھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے ۔ وقت گزرنے کے ساتھ بین الاقوامی میڈیا نے کشمیر کے حالات پر توجہ دینا چھوڑ دی یا کسی حدتک کم کردی ۔اس رویے کا آغاز نائن الیون سے ہوا جب دنیا میں آزادی کی اکثر تحریکوں کو دہشت گردی کے ساتھ بریکٹ کیا گیا ۔ بالخصوص فلسطین اور کشمیر کی تحریکوں کے ساتھ ایک معاندانہ رویے کا آغاز ہوگیا ۔دہشت گردی کے نام پر جو ماحول بنا اس میں طاقتور مغربی میڈیا نے بھی کشمیر کی تحریک میں تصویر کا اصل رخ دکھانے سے گریز کا راستہ اپنایا ۔اس پالیسی کا کشمیر کی تحریک کو نا قابل تلافی نقصان ہوا ۔نائن الیون سے پہلے مغرب کے بڑے اخبارات میں وقفے وقفے سے کشمیر کی اندرونی صورت حال پر چشم کشا رپورٹس شائع ہوتی تھیں مگر اس کے بعد یہ سلسلہ کم ہوتا چلا گیا ۔ بھارت نے بھی بین الاقوامی میڈیا کی کشمیر تک رسائی کو پہلے مشکل اور بعدازاں ناممکن بنادیا ۔کئی دہائیوں سے نہ تو انسانی حقوق کی کسی بین الاقوامی تنظیم اور نہ میڈیا کے کسی نمائندے کو کشمیر کی حدود میں داخل ہونے کی اجازت ہے ۔جس کی وجہ سے بین الاقوامی میڈیا حالات کو درست تناظر میں پیش نہیں کر سکتا ۔ بین الاقوامی میڈیا کی اس بے بسی اور بندش کے بعد ساری ذمہ داری پاکستان اور کشمیری میڈیا کے کندھوں پر آن پڑی ۔ پاکستان کا میڈیا اس حوالے سے مربوط اور منظّم انداز سے کام نہیں کر سکا ۔الیکٹرونک میڈیا کی آمد کے بعد یہ توقع تھی میڈیا زیادہ زوردار طریقے سے کشمیر کی نمائندگی کرے گا مگر یہ توقع پوری نہیں ہوسکی ۔الیکٹرونک میڈیا نے کشمیر کے مسئلے کو پی ٹی وی کا مسئلہ سمجھنے کی روش اپنائی ۔سوشل میڈیا کی آمد اس ماحول میں تازہ ہوا کا ایک خوش گوار جھونکا ثابت ہوئی اور لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اس میڈیم کو کشمیری عوام کی نمائندگی کے لئے استعمال کیا ۔ برہان وانی جیسے مقبول کردار اور پوسٹر بوائے کے طور پر سامنے آنا سوشل میڈیا کا ہی مرہون منت تھا ۔مقبوضہ کشمیر میں صحافت انتہائی مشکلات کا شکار ہے ۔ پانچ اگست کے بعد حالات وواقعات کو جبر اور بے خبری کے پردوں کو پیچھے چھپانے کی جو رسم شروع ہوئی ہے کشمیر کا صاف گو اور جراتِ اظہار کا حامل میڈیا اس منظر میں قطعی ناقابل قبول ہوتا جارہا ہے ۔پانچ اگست کے بعد کسی بھی کشمیری صحافی کی خبر یا تصویر سے ناراض ہوکر فوجی کیمپوں میں پوچھ گچھ کے لئے طلب کرنا اب معمول بن کررہ گیا ۔کشمیر میں تو گزشتہ تین دہائیوں سے صحافت کو پہلے ہی تنی ہوئی رسی پر سفر جیسے حالات کا سامنا رہا ہے مگر پانچ اگست کے بعد صحافت کی رہی سہی آزادی بھی داؤ پر لگ چکی ہے ۔1990 میں جب کشمیر میں مسلح تحریک تیزی سے اُبھر رہی تھی تو کشمیر کے ایک معتبر صحافی اور روزنامہ الصفاء کے ایڈیٹر محمد شعبان وکیل کو قتل کرکے صحافت کا گلہ گھونٹنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا قلم کے کئی سپاہیوں کو چاٹتا ہوا چند برس قبل ایک معروف اخبار نویس اور ایڈیٹر رائزنگ کشمیر شجاعت بخاری کے قتل تک جا پہنچا ۔پانچ اگست کے بعد یونین ٹیریٹری کے نام پر جبر کا جو ماحول قائم کیا گیا وہاں خبر سے زیادہ بے خبری کے کلچر کی ضرورت ہے ۔ یوں اس نئے نظام میں آزاد ضمیر صحافی اور صحافت ''مس فٹ'' ہے ۔ عالمی ذرائع ابلاغ پر تو کشمیر کے دروازے عرصہ دراز سے بند ہیں اب بھارتی اور بین الاقوامی میڈیا کے ساتھ کام کرنے والے کشمیری صحافیوں کا وجود اور سرگرمیاں بھی ناگوار ہوتی جارہی ہیں ۔جس کا ثبوت کشمیر کے تین فعال صحافیوں مسرت زہرہ ، گوہر گیلانی اور پیرزادہ عاشق کے خلاف بغاوت مقدمات ہیں ۔ان مقدمات نے کشمیری صحافت کے اوپر منڈلانے والی نادیدہ تلوار کو عیاں کردیا ہے ۔ مسرت زہرہ سری نگر کے ایک محنت کش کی بیٹی ہیں اور کشمیر کے آشوب زدہ حالات نے مسرت کو فوٹو جرنلزم کی طرف راغب کیا ۔دوسال سے مسرت زہرہ خاک وخون میں لتھڑے ہوئے

کشمیر میں تو گزشتہ تین دہائیوں سے صحافت کو پہلے ہی تنی ہوئی رسی پر سفر جیسے حالات کا سامنا رہا ہے مگر پانچ اگست کے بعد صحافت کی رہی سہی آزادی بھی داؤ پر لگ چکی ہے ۔1990 میں جب کشمیر میں مسلح تحریک تیزی سے اُبھر رہی تھی تو کشمیر کے ایک معتبر صحافی اور روزنامہ الصفاء کے ایڈیٹر محمد شعبان وکیل کو قتل کرکے صحافت کا گلہ گھونٹنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا قلم کے کئی سپاہیوں کو چاٹتا ہوا چند برس قبل ایک معروف اخبار نویس اور ایڈیٹر رائزنگ کشمیر شجاعت بخاری کے قتل تک جا پہنچا ۔پانچ اگست کے بعد یونین ٹیریٹری کے نام پر جبر کا جو ماحول قائم کیا گیا وہاں خبر سے زیادہ بے خبری کے کلچر کی ضرورت ہے ۔یوں اس نئے نظام میں آزاد ضمیر صحافی اور صحافت ''مس فٹ'' ہے

لاشوں، بین کرتی عورتوں اور پرنم آنکھوں کے حامل بچوں کی تصویریں بنا کر عالمی ذرائع ابلاغ کو بھیجتی ہیں۔ نیوز پورٹل کشمیر والا کے ایڈیٹر امین شاہ کئی برس سے محض خبر دینے کی پاداش میں پابند سلاسل ہیں۔ آج کے کشمیر کی اول و آخر کہانی چونکہ یہی حالات اور مناظر ہیں اس لئے ایک پروفیشنل فوٹو گرافر کی طرح مسرت کے پاس یہی کچھ فلم بند کرنے اور رپورٹ کرنے کو ہوتا ہے۔ کئی ایسی وڈیوز میں مسرت گولیوں کے دوران کیمرہ اُٹھائے دوڑتی نظر آتی ہیں۔ کشمیر جیسے روایتی معاشرے میں ایک خاتون کا اس انداز کی صحافت جان جوکھم کا کام ہے۔ مسرت زہرہ کی تصویریں الجزیرہ اور نیویارک ٹائمز میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ عاشق پیرزادہ بھارتی اخبار دی ہندو کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اس سے پہلے شجاعت بخاری مرحوم بھی دی ہندو سے وابستہ تھے۔ دی ہندو جنوبی بھارت کا اخبار ہے

اور یہ مزاج اور پالیسی کے اعتبار سے معتدل ہے۔ اس اخبار میں سہاسنی حیدر جیسی خواتین کی کشمیر کے حوالے سے حقائق پرمبنی رپورٹس چھپتی ہیں۔ عاشق پیرزادہ اپنے پیش روشجاعت بخاری کی طرح اپنی رپورٹس میں کشمیر کے حالات کی عکاسی کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں یہ بات بھارتی حکام کو گوارا نہیں۔ اس فہرست میں تیسرا نام گوہر گیلانی کا ہے جو ایک متحرک صحافی ہیں اور اپنی رپورٹس میں کشمیر میں چاروں طرف بکھرے واقعات کو دیانت داری سے رپورٹ کرتے ہیں۔ ان تینوں صحافیوں کے خلاف مقدمات قائم کرتے ہوئے انہیں تھانوں میں پیشیوں پر مجبور کیا جانے لگا ہے۔ اس سلسلے کا آغاز مسرت زہرا کے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم کرنے سے ہوا۔ مقدمہ درج ہوتے ہیں انہیں تھانوں میں پیشی کے لئے مجبور کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ صحافت کسی بھی معاشرے کا آئینہ ہے اور بھارت کو آئینہ توڑنے کی بجائے اپنے چیچک زدہ جمہوری چہرے کی پلاسٹک سرجری کرنا چاہئے۔ صحافت کا گلہ گھونٹنے کی بجائے اپنے کردار اور رویے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ قلم کو زنجیر پہنانا کبھی کسی مسئلے کا حل نہیں رہا۔ بین الاقوامی میڈیا کی دلچسپی کم ہونے اور مقبوضہ کشمیر کی صحافت کا گلہ گھوٹنے کے بعد اب پاکستان کے میڈیا کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ پانچ اگست کے بعد بھارت نے مسئلہ کشمیر کی حرکیات (Dynamics) کو ہی بدل دیا ہے۔ اس ماحول میں پاکستان کے میڈیا کو بین الاقوامی اور مقبوضہ کشمیر کے اندرونی میڈیا دونوں کی کمی کو دور کرنا ہے۔ پاکستان کا سرکاری میڈیا آج بھی اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہے مگر الیکٹرونک میڈیا کو بھی اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے۔ سوشل میڈیا البتہ اپنا کردار بھرپور انداز سے ادا کر رہا ہے اس کو مزید مربوط منظّم اور بامعنی بنانا ہوگا۔ اس سے جہاں کشمیر میں نئی جنریشن میں امید کو زندہ رکھا جا سکتا ہے وہیں دنیا تک حقیقت حال پہنچائی جا سکتی ہے۔ (مسئلہ کشمیر میں میڈیا کا کردار کے عنوان سے منعقدہ سیمینار میں پڑھا گیا)

پانچ اگست کے بعد بھارت نے مسئلہ کشمیر کی حرکیات (Dynamics) کو ہی بدل دیا ہے۔ اس ماحول میں پاکستان کے میڈیا کو بین الاقوامی اور مقبوضہ کشمیر کے اندرونی میڈیا دونوں کی کمی کو دور کرنا ہے۔ پاکستان کا سرکاری میڈیا آج بھی اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہے مگر الیکٹرونک میڈیا کو بھی اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے۔ سوشل میڈیا البتہ اپنا کردار بھرپور انداز سے ادا کر رہا ہے اس کو مزید مربوط منظّم اور بامعنی بنانا ہوگا۔ اس سے جہاں کشمیر میں نئی جنریشن میں امید کو زندہ رکھا جا سکتا ہے وہیں دنیا تک حقیقت حال پہنچائی جا سکتی ہے

☆☆☆

جناب سید عارف بہار آزاد کشمیر کے معروف صحافی دانشور اور مصنف ہیں۔ کئی پاکستانی اخبارات اور عالمی شہرت یافتہ جرائد میں لکھتے ہیں۔ تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کا الحمد للہ پوراحق ادا کر رہے ہیں۔ کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

92واں یوم شہدائے کشمیر

غلام اللہ کیانی

کشمیری92 سال سے موجودہ جدوجہد آزادی کے دوران اپنی جان و مال، عزت وعصمت کی لازوال قربانیاں پیش کررہے ہیں۔ دیوار برلن زمین بوس ہوئی، افغانستان میں سوویت یونین کو ناکامی کی دھول چاٹنی پڑی اور اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ اس کے بعد امریکہ کی زیر قیادت طاقتور دنیا کو بدترین شکست ہوئی۔ جس نے کشمیریوں کو نیا حوصلہ و جذبہ بخشا۔ سرینگر کے مزارشہداء پر ہر سال یوم شہداء کو بھارت نواز اورآزادی پسند حاضری دیتے ہیں۔بعض بھارت نواز ریاست کا درجہ بحال کرنے کو ہی مسلہ کشمیر کاحل سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک یہی شہداء کے مشن کی آبیاری ہے۔شہداء یاان کے مشن کا احترام ہوتا تو بھارت کے ناجائز اور جبری قبضے کومضبوط کرنے، اقتدار اورمراعات کے بجائے آزادی کے لئے کردارادا کیا جاتا۔ یہ اقتدار، مراعات، روشن مستقبل کاحرص وطمع ہے جوشہداء کی عظیم قربانیاں فراموش کرنے والوں کوبھی مگر مچھ کے آنسو بہانے پر مجبورکرتا ہے۔شہداء کے مقدس مشن کے سامنے انا، تنظیم بازی، پارٹی بندی، علاقہ پرستی یا کسی گروہ بندی کی گنجائش نہیں۔ گزشتہ 9 دہائیوں سے دنیا بھر میں کشمیری13 جولائی کو یوم شہداء کشمیر کےطور پر مناتے ہیں اورآزادی کے لئے اپنے اس عزم کا اعادہ کرتے ہیں کہ وہ شہدا کے مشن پر چلتے ہوئے آزادی کے حصول تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ یہ عہد کیا جاتا ہے کہ شہداء کی قربانیوں کے ساتھ کوئی سودا بازی نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی کو شہداء کے قبرستانوں پر اقتدار کے محلات تعمیر کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اس آزادی کے لئے اب تک لاکھوں کشمیری شہید ہوچکے ہیں۔ہزاروں کو معذور بنادیا گیا۔1931ء سے لاکھوں کشمیری مہاجرت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔لاتعداد کشمیری پہاڑوں اور برف پوش چوٹیوں، بیابانوں میں بے گوروکفن دفن ہوگئے۔لاتعداد اپنے گھروں سے دور کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے۔ 13 جولائی کو ہر برس کشمیر کی خونی لکیر کے دونوں اطراف تقاریب کا انعقاد کیا جاتا ہے، ریلیاں اور جلوس نکالے جاتے ہیں۔آزادی کے حق میں مظاہرے کئے جاتے ہیں اورشہداء کے مشن کو جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا جاتا ہے۔لوگ شہداء کا انتقام لینے کا عہد کرتے ہیں۔آج تک کوئی بھی طاقت انتقام کی آگ کو سرد نہیں کرسکی۔

سرینگر کے مزارشہداء پر ہر سال یوم شہداء کو بھارت نواز اورآزادی پسند حاضری دیتے ہیں۔بعض بھارت نواز ریاست کا درجہ بحال کرنے کو ہی مسلہ کشمیر کاحل سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک یہی شہداء کے مشن کی آبیاری ہے۔شہداء یاان کے مشن کا احترام ہوتا تو بھارت کے ناجائز اور جبری قبضے کومضبوط کرنے، اقتداراورمراعات کے بجائے آزادی کے لئے کردارادا کیا جاتا۔ یہ اقتدار، مراعات، روشن مستقبل کاحرص وطمع ہے جوشہداء کی عظیم قربانیاں فراموش کرنے والوں کوبھی مگر مچھ کے آنسو بہانے پر مجبورکرتا ہے

سانحہ جلیانوالہ باغ کے 12 سال بعد13 جولائی1931ء کو سرینگر میں ڈوگرہ فورسز نے 22 کشمیریوں کو اندھا دھند فائرنگ کرکے بے دردی سے شہید کردیا۔ بھارتی وردی پوش فورسز کی دہشگردی نے جنرل ڈائر کی بربریت کوبھی مات دے دی۔ کشمیریوں کے قتل عام کا یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب جموں وکشمیر میں ڈوگروں کے مظالم میں اضافہ ہوگیا۔مسلمانوں کے خلاف مظالم کے پے درپے واقعات رونما ہونے لگے۔23 اپریل1931ء کومسلمان عیدالاضحیٰ منارہے تھے۔جموں کے میونسپل باغ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد نماز عید ادا کرنے کے لئے جمع تھی۔مفتی محمد اسحاق خطبہ دے رہے تھے ۔وہ اسلامی تاریخ اور فرعون کا حوالہ دے رہے تھے جب

ہندو پولیس انسپکٹر کھیم چند نے خطبہ عید فوری طور پر روکنے کا حکم سنایا۔یہ مدا خلت فی الدین کا ایک اور واقعہ تھا۔ مسلمانوں میں شدید غم وغصہ پھیل گیا اور وہ مذکورہ پولیس افسر کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرنے لگے۔ڈوگرہ حکمرانوں نے مسلمانوں کے احتجاج اور مطالبے پر کوئی توجہ نہ دی بلکہ پرامن مظاہرین کو گرفتار کرلیا،اس دوران جموں کے سانبہ علاقے میں مسلمانوں کو چشمے کا پانی استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ 4 جون کو ایک مسلمان قیدی فضل داد کو پولیس اہلکار لامبارام نے قرآن کی تلاوت سے روک دیا اور قرآن پاک کی بے حرمتی کی ۔جس کے خلاف جموں وکشمیر میں ہڑتال کی گئی ۔جموں کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کے لئے 25 جون کو وادی کشمیر میں شدید مظاہرے ہوئے ۔مسلمانوں کی بڑی تعداد سرینگر کی خانقاہ معلےٰ کے باہر جمع ہوئی۔جس میں مورخین کے ایک اندازوں کے مطابق 60ہزار مسلمان شریک ہوئے

1931ء سے لاکھوں کشمیری مہاجرت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔لاتعداد کشمیری پہاڑوں اور برف پوش چوٹیوں، بیابانوں میں بے گوروکفن دفن ہوگئے۔لاتعداد اپنے گھروں سے دور کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے۔13 جولائی کو ہر برس کشمیر کی خونی لکیر کے دونوں اطراف تقاریب کا انعقاد کیا جاتا ہے،ریلیاں اور جلوس نکالے جاتے ہیں۔آزادی کے حق میں مظاہرے کیے جاتے ہیں اور شہداء کے مشن کو جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا جاتا ہے۔لوگ شہداء کا انتقام لینے کا عہد کرتے ہیں۔آج تک کوئی بھی طاقت انتقام کی آگ کو سرد نہیں کر سکی

۔جلسے کی آزاد کشمیر کے سابق صدر مولانا میر واعظ محمد یوسف شاہ نے صدارت کی ۔ چوہدری غلام عباس ،سردار گوہر رحمان ، شیخ عبدالحمید ،خواجہ غلام نبی گلقار ،خواجہ غلام نبی عشائی ،آغا حسین شاہ جلالی ،مولانا عبدالرحیم ،مفتی جلال الدین اور دیگر نے خطاب کیا۔اسی دوران ایک نوجوان سٹیج پر آیا اور بولنا شروع کردیا۔اس نوجوان کا تعلق کسی نے پنجاب، کسی نے اترپردیش اور کسی نے پشاور کے ساتھ جوڑا ہے۔تاہم سب کو اس کے نام پر اتفاق ہے۔نوجوان نے اپنے خطاب میں جذباتی انداز میں کہا ’’ مسلمانو!جلسے جلوسوں، تقاریر سے کچھ بھی نہ ہوگا۔مسلمانوں پر مظالم بند نہیں ہوں گے۔اب عمل کا وقت آگیا ہے۔ہم قرآن پاک کی بے حرمتی برداشت نہیں کرسکتے ‘‘۔نوجوان نے ڈوگرہ شاہی محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ’’اٹھو اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادو‘‘۔ اس تقریر نے لوگوں کے جذبات مشتعل کردیئے،ان میں جوش وجذبہ بیدار کردیا۔لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہی محل کی طرف چل دیئے۔تاہم کسی نے اس کے بعد کا واقعہ بیان نہیں کیا۔سب اس نوجوان کو تلاش کرنے لگے۔ وہ راتوں رات کشمیریوں کا ہیرو بن چکا تھا۔ ڈوگرہ حکومت کو اسے گرفتار کرنے کی جلدی تھی۔یہ نوجوان کون تھا،کشمیر میں عبدالقدیر نامی اس نوجوان کا نام زبان زدعام ہوگیا۔ڈوگرہ فورسز نے عبدالقدیر کو جھیل ڈل کی ایک ہاؤس بوٹ سے گرفتار کرلیا۔اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ کسی انگریز سیاح کے ساتھ کشمیر آیا تھا اور اس کے خانساماں کی خدمات انجام دے رہا تھا۔اس نوجوان کی گرفتاری کے چرچے دور دور تک ہونے لگے اور جب عدالت نے اس کے خلاف کارروائی شروع کی تو لوگوں کا ہجوم اُمڈ آیا۔عبدالقدیر کا مقدمہ ڈسٹرکٹ جج کرشن لعل کچلو کی عدالت میں سنا جارہا تھا ۔لوگ عبدالقدیر کی ایک جھلک دیکھنے کو بے قرار تھے۔جج نے گھبرا کر مقدمہ کی شنوائی عدالت کے بجائے سنٹرل جیل سرینگر میں شروع کردی۔12 جولائی کو عمائدین شہر کے اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ عبدالقدیر کے مقدمے کو کھلی عدالت میں سنا جائے۔13 جولائی کو مقدمہ کی شنوائی سنٹرل جیل میں شروع کردی گئی۔لوگوں کی بڑی تعداد جیل کے باہر جمع ہوگئی۔لوگ نعرہ تکبیر اللہ اکبر، اسلام زندہ باد ،عبدالقدیر زندہ باہ کے نعرہ لگانے لگے۔اس دوران نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔مسلمانوں نے جیل کے باہر نماز ادا کرنے کا فیصلہ کیا،اذان دینے کے لئے ایک نوجوان اٹھا تو ڈوگرہ فورسز نے اُسے گولی مار کر شہید کردیا۔اذان مکمل کرنے کے لئے دوسرا نوجوان آگے بڑھا،اسے بھی گولی ماردی گئی۔ پھر تیسرا، پھر چوتھا،اس طرح اذان مکمل کرنے تک 22 نوجوانوں کو شہید کردیا گیا۔

اس سانحہ نے کشمیر میں جوالا مکھی کو بھڑکا دیا۔لوگ شدید غصے میں

> شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہوگا کہ شہداء کے مشن کو جاری رکھنے کیلئے اتحادواتفاق کے ساتھ خلوص ونیک نیتی، سوجھ بوجھ، عفو درگزر، افہام وتفہیم سے، سب سٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر مؤثر وبامقصد عملی اقدامات کئے جائیں۔تحریک آزادی کو منجمد کرنے یا آئندہ نسلوں پر چھوڑنے، تقسیم، جنگ بندی لائن کو مستقل سرحد بنانے یا بھارتی غاصبانہ اور ظالمانہ اقدامات کے جواب میں کوئی ناپسندیدہ فیصلہ کرنے کے بجائے سیاسی، عسکری، سفارتی اور میڈیا سمیت ہر محاذ پر بڑھ چڑھ کر جدوجہد کو از سر نو منظم ومربوط کیا جائے

مشتعل تھے۔13 جولائی کشمیر کی تاریخ میں جدوجہد آزادی کے حوالے سے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔قتل عام کے اس واقعہ سے کشمیریوں پر مظالم کا چرچا دور دور تک ہونے لگا۔شیخ محمد عبداللہ اپنی خودنوشت آتش چنار میں لکھتے ہیں کہ اس دن ایک زخمی نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا، ''شیخ صاحب ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا، اب آپ کی باری ہے''، اور یہ الفاظ کہنے کے بعد ہی وہ شہید ہو گیا، شیخ محمد عبداللہ نے کشمیر کی آزادی کے لئے تحریک چلائی ۔13 برس جیل کاٹی لیکن بالآخر دیگر عوامل سمیت جواہر لعل نہرو کی دوستی اور اقتدار کے لئے کشمیریوں کی قربانیوں پر پانی پھیر دیا۔نیشنل کانفرنس کے ہمدرد اگر چہ شیخ صاحب کے احترام میں حقائق کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں تاہم وہ آج اعتراف کرتے ہیں کہ شیخ صاحب بھارت کے ساتھ سمجھوتہ نہ کرتے تو آج صورتحال مختلف ہوتی۔لمحوں نے خطا کی ،صدیوں نے سزا پائی۔ورنہ کشمیری آج اپنی قیادت کی انا پرستی، مفاد پسندی، اقتدار اور مراعات کے حرص کی سزا نہ بھگت رہے ہوتے ۔یوم شہداء کشمیر صرف تقاریر، جلسے جلوسوں، نعروں کا نہیں بلکہ عملی اقدامات کا تقاضا کرتا ہے ،1931ء سے اب تک لاکھوں کشمیریوں نے قربانیاں پیش کی ہیں، ان قربانیوں کو نظرانداز کیا گیا یا سب نے اپنی انا کو چھوڑ کر، مل کر، رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کیں تو کامیابی مقدر بن سکتی ہے۔شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہوگا کہ شہداء کے مشن کو جاری رکھنے کیلئے اتحاد واتفاق کے ساتھ خلوص ونیک نیتی، سوجھ بوجھ، عفو درگزر، افہام وتفہیم سے، سب سٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر مؤثر وبامقصد عملی اقدامات کئے جائیں ۔تحریک آزادی کو منجمد کرنے یا آئندہ نسلوں پر چھوڑنے، تقسیم، جنگ بندی لائن کو مستقل سرحد بنانے یا بھارتی غاصبانہ اور ظالمانہ اقدامات کے جواب میں کوئی ناپسندیدہ فیصلہ کرنے کے بجائے سیاسی، عسکری، سفارتی اور میڈیا سمیت ہر محاذ پر بڑھ چڑھ کر جدوجہد کو از سر نو منظم و مربوط کیا جائے ۔ماضی کے اقدامات کا مفصل جائزہ لیا جائے۔کامیابیوں اور ناکامیوں کا تجزیہ کیا جائے۔کیا کھویا، کیا پایا کا خیال کیا جائے۔یکسوئی سے تحریک سے وابستہ لوگ اور مایوس عناصر متحرک کردار ادا کریں۔جو لوگ شعوری وغیر شعوری طور پر مفادات، مراعات یا مختلف حیلے بہانوں، مجبوریوں، مصلحتوں، دباؤ، انتقام یا ناامیدی سے منظر سے ہٹ گئے اور خود سائیڈ لائین ہو گئے، وہ اپنا خود محاسبہ کریں۔کوئی اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔سب کو حساب دینا ہے۔لیڈر شپ کا حساب زیادہ سخت ہے۔''بیس کیمپ' کا کردار بھی متعین ہوگا۔'' تم بھی اٹھو اہل وادی'' پکارنے اور ترانے بجانے والوں کو بھی جواب دینا ہوگا کہ وہ خود کیوں خاموش ہو گئے۔اقتدار اور کرسی کے لئے شہداء کی قربانیوں کو ذریعہ معاش بنا دیا گیا۔کشمیر کاز، شہیدوں، عصمتوں، قربانیوں کے نام پر سیاست کرنے والوں کو بلاشبہ دنیا میں ورنہ آخرت میں عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔لاکھوں شہدا کی قربانیاں کبھی رائیگان نہیں جائیں گی۔کشمیری ضرور آزادی حاصل کریں گے اور افغانوں کی طرح قابض بھارت کو بھاگنے پر مجبور کریں گے۔

> جو لوگ شعوری وغیر شعوری طور پر مفادات، مراعات یا مختلف حیلے بہانوں، مجبوریوں، مصلحتوں، دباؤ، انتقام یا ناامیدی سے منظر سے ہٹ گئے اور خود سائیڈ لائین ہو گئے، وہ اپنا خود محاسبہ کریں۔کوئی اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔سب کو حساب دینا ہے۔لیڈر شپ کا حساب زیادہ سخت ہے۔''بیس کیمپ' کا کردار بھی متعین ہوگا۔'' تم بھی اٹھو اہل وادی'' پکارنے اور ترانے بجانے والوں کو بھی جواب دینا ہوگا کہ وہ خود کیوں خاموش ہو گئے۔اقتدار اور کرسی کے لئے شہداء کی قربانیوں کو ذریعہ معاش بنا دیا گیا۔کشمیر کاز، شہیدوں، عصمتوں، قربانیوں کے نام پر سیاست کرنے والوں کو بلاشبہ دنیا میں ورنہ آخرت میں عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑے گا

☆☆☆

غلام اللہ کیانی معروف کشمیری صحافی، دانشور اور کالم نگار ہیں۔کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں۔

شہید برہان وانی، ایک استعارہ

محمد شہباز بڈگامی

شہرہ آفاق اور افسانوی شہرت کے حامل کشمیری نوجوان رہنما برہان وانی اور ان کے دو ساتھیوں سرتاج اور پرویز احمد کی ساتویں برسی ہے، جنہیں 8 جولائی 2016 میں بمہ ڈورو کوکر ناگ اسلام آباد میں ایک فرضی جھڑپ میں شہید کیا گیا تھا۔ برہان وانی ایک معصوم اور کمسن ضرور تھے لیکن جو شہرت اور عزت اس کے حصے میں آئی وہ یقیناً دنیا میں بہت کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ اس کی معصومیت نے تحریک آزادی کشمیر کو وہ بام عروج بخشا، جس کا اندازہ شاید اپنوں کو بھی نہیں تھا۔ مقبوضہ جموں وکشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضے کے خاتمے کیلئے 1989 میں شروع کی جانے والی جدوجہد کے ٹھیک چھ برس بعد یعنی 19 ستمبر 1994 میں شریف آباد ترال میں استاد مظفر وانی کے گھر ایک بچہ جنم لیتا ہے، اس کا نام محمد برہان مظفر وانی رکھا جاتا ہے۔ برہان خوش قسمت واقع ہوئے۔ اس کے ابا اور امی دونوں درس وتدریس کے ساتھ وابستہ ہیں، یوں اس سے گھر سے ہی تعلیم و تربیت کا وہ بہترین ماحول میسر آیا، جو دوسروں کو کم ہی میسر آتا ہے۔ یہ والدین کی بہترین تربیت کا ہی اثر تھا کہ برہان اول جماعت سے لیکر دسویں جماعت تک اپنی کلاس میں اول آتا رہا۔

2011 میں برہان 16 برس کی عمر میں تحریک آزدی کشمیر کی جدوجہد کیلئے حزب المجاہدین میں شامل ہوئے۔ انہوں نے تحریک آزادی کشمیر کو ایک نئی جہت دینے کیلئے دو کام کئے۔ ایک اپنے اصل نام سے اپنے آپ کو اہل کشمیر میں متعارف کرایا، دوسرا سوشل میڈیا کو بطور ٹیکنالوجی ٹول استعمال کر کے کشمیری نوجوانوں کو بھارت کے خلاف جدوجہد میں شامل ہونے پر آمادہ کیا، وہ براہ راست کشمیری نوجوانوں کو مخاطب کر کے انہیں تحریک آزادی کا حصہ بننے کی دعوت دیتا رہا، ان کی دعوت پر اثر بھی تھی اور انہیں نوجوانوں کو اپنی جانب راغب کرنے کا فن بھی آتا تھا۔ جب بھی کشمیری نوجوانوں کو مسلح جدوجہد میں شامل ہونے کی دعوت دی تو ہمیشہ اپنی دعوت کا آغاز قرآن پاک کی آیات سے کرتے تھے۔ یہ انہی کی دعوت کا نتیجہ ہے کہ بظاہر دم توڑتی تحریک آزادی کشمیر از سر نو منظم ہوئی، جس تحریک آزادی کو بھارت علی الاعلان ختم کرنے کا دعویٰ کررہا تھا، اس تحریک کو جیسے نئی آکسیجن مل گئی۔ درجنوں اور

سینکڑوں نوجوان برہان کی دعوت پر لبیک کہہ کر تحریک آزادی میں شامل ہوگئے، یوں ایک ریاست گیر تحریک دوبارہ شروع ہوئی، جس کا سہرا یقیناً برہان وانی کے سر ہے۔ اکثر عسکری امور کے ماہر تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ برہان وانی نے ایک دم توڑتی تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ وہ بھارتیوں کیلئے خوف کی مانند تھے۔ وہ اپنی تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرتے تھے کہ جنہیں اہل کشمیر کی جانب سے ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا۔ وہ ایک چھلاوے کی شکل اختیار کرچکا تھے۔ لاکھوں بھارتی فوجیوں، ان کی ایجنسیوں اور پولیس نے برہان کو پکڑنے کا جال بچھایا تھا، مگر ادھر ڈوبے ادھر نکلے کے مصداق وہ بھارتیوں کو تگنی کا ناچ نچاتے رہے۔ بلاشبہ وہ اہل کشمیر کے دلوں میں گھر کر گیا اور آج بھی کشمیری عوام ان کے نام کی مالا جپتے ہیں۔ یہ انہی کی کاوشوں کا ثمر ہے کہ بھارت تمام تر جبر اور تاریخ کے بدترین مظالم کے باوجود اہل کشمیر کی عظیم اور لازوال قربانیوں سے مزین تحریک آزادی کشمیر کو کمزور اور ختم کرنے کیلئے بار بار اپنا سر زخمی کررہا ہے۔ 2015 کے اوائل میں برہان وانی کے بڑے بھائی خالد مظفر جن کا عسکریت سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا کو اس وقت بھارتی سفاک ہاتھوں سے شہید کیا گیا جب وہ اپنے تین دوستوں کے ہمراہ ایک سیاحتی مقام کی جھیل پر تفریح پروگرام میں شرکت کیلئے جارہے تھے۔ اس سفاکانہ کاروائی کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ برہان کے عزم وحوصلوں کو کمزور کرنا تھا، مگر فولادی عزم کے مالک برہان حزب المجاہدین میں شامل ہوتے وقت یہ فیصلہ کرچکے تھے کہ گھر والوں اور عزیز واقارب کو بھی تحریک پر قربان کرنا پڑے گا، اور جوان سال بھائی کی مظلومانہ شہادت اس بات کا ثبوت ہے کہ بھارت تمام تر عالمی قوانین اور معاہدوں کو خاطر میں لائے بغیر کس طرح مزاحمت کرنے والے کشمیری عوام کے اہل خانہ کو بے دردی سے نشانہ بناتا ہے، مگر برہان نے اپنے بھائی کی شہادت کے باوجود غاصب بھارت کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھی، اور کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں ہوا یہاں تک 2016 میں 8 جولائی کے دن ملت اسلامیہ کے ماتھے کا یہ جھومر اپنے دو ساتھیوں سرتاج احمد اور پرویز احمد کے ہمراہ بمہ ڈورو کوکر ناگ میں بھارتی غاصبوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرگیا۔

شہرہ آفاق اور افسانوی شہرت کے حامل کشمیری نوجوان رہنما برہان وانی اور ان کے دو ساتھیوں سرتاج اور پرویز احمد کی ساتویں برسی ہے، جنہیں 8 جوالائی 2016 میں بمہ ڈورو کوکرناگ اسلام آباد میں ایک فرضی جھڑپ میں شہید کیا گیا تھا۔ برہان وانی ایک معصوم اور کمسن ضرور تھے لیکن جو شہرت اور عزت اس کے حصے میں آئی وہ یقیناً دنیا میں بہت کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔اس کی معصومیت نے تحریک آزادی کشمیر کو وہ بام عروج بخشا، جس کا اندازہ شاید اپنوں کو بھی نہیں تھا

برہان کی شہادت کی اطلاع پھیلنے کی دیر تھی، کہ پورا مقبوضہ جموں وکشمیر بھارت کے خلاف ایک آتش فشان کی شکل اختیار کرگیا، لاکھوں لوگ شہید برہان کے آبائی قصبہ ترال میں آمڈ آئے، چونکہ برہان اور ان کے ساتھیوں کی شہادت رات کے وقت واقع ہوئی، اہل کشمیر نے اپنے اس بہادر بیٹے اور سپوت کو شاندار خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ترال کا رخ کیا، بھارتی درندوں نے اس صورتحال سے بوکھلا کر لوگوں پر بندوقوں کے دہانے کھول دیئے، جس کے نتیجے میں درجنوں کشمیری برہان کے ساتھ ہی جام شہادت نوش کر گئے۔ پروفیسر مظفر وانی کا گھر لوگوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکا۔ واش روم کی چھت گر گئی۔ پورا مقبوضہ کشمیر بالعموم اور جنوبی کشمیر کا ترال بالخصوص پوری رات جاگتا رہا۔ دوسرے دن 9 جولائی کو جب برہان کا جنازہ اٹھایا گیا تو اہل کشمیر کا سمندر نماز جنازہ میں شرکت کیلئے عیدگاہ ترال کی جانب رواں دواں تھا، عیدگاہ ترال اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود کم پڑ گیا، اپنے تو اپنے غیر بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے کہ برہان وانی کی نماز جنازہ میں پانچ لاکھ سے زائد لوگ شریک ہوئے۔ جن میں زیادہ تعداد نوجوانوں کی تھی۔ اس کے علاوہ پورے مقبوضہ کشمیر، آزاد کشمیر، پاکستان اور دنیا بھر میں ان کی غائبانہ نماز ادا کی گئی، یوں دس لاکھ لوگوں نے برہان وانی کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جس کی گونج بھارتی پارلیمنٹ میں بھی سنائی دی گئی، جب ریاست تلنگانہ کی دارلحکومت حیدر آباد سے بھارتی ممبر پارلیمنٹ اسدالدین اویسی نے بھارتی پارلیمنٹ میں برہان وانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ ایک کم عمر کشمیری بچے کی نماز جنازہ میں پانچ لاکھ لوگ شریک ہوئے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کشمیری اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ برہان کی شہادت مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارت کے خلاف تحریک انتفادہ کی وجہ بنی، پورے پانچ ماہ تک بھارت کیخلاف احتجاج اور مظاہروں کا سلسلہ جاری رہا، بھارتی سفاکوں نے ان مظاہروں کے دوران 126 کشمیری نوجوانوں، بزرگوں اور خواتین کے سینے گولیوں سے چھلنی کئے، جبکہ سینکڑوں افراد کو زخمی کیا گیا۔ مگر اہل کشمیر کا جذبہ حریت کسی طرح ماند نہیں پڑ سکا۔ جس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ کشمیری عوام کی جدوجہد میں 2016 سے لیکر آج تک سینکڑوں نوجوان جو برہان وانی کی دعوت پر مسلح جدوجہد میں شامل ہوکر جام شہادت نوش کر گئے۔ آج بھی اہل کشمیر کے گبرو جوان بھارت کے غاصبانہ قبضے کے خاتمے کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ برہان وانی کے یوم شہادت کو کنٹرول لائن کی دونوں جانب، پاکستان اور دنیا بھر میں یوم مزاحمت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ بلا شبہ شہید برہان وانی مقبوضہ جموں وکشمیر پر ناجائز اور غاصبانہ بھارتی قبضے کے خلاف کشمیری عوام کی مزاحمت کی علامت ہیں۔ اس معصوم شہید کا خون بھارتی قبضے کے خلاف کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کو ہمیشہ زندہ رکھنے کا اہتمام کرے گا۔ کشمیری عوام اپنے شہدا کی قربانیوں کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ یہ قربانیاں بھارت کے لئے پیغام ہیں کہ کشمیری عوام موت تو قبول کرلیں گے مگر غلامی نہیں۔ کشمیری عوام بھارتی تسلط سے آزادی تک اپنی جانیں قربان کرتے رہیں گے۔ کوئی طاقت کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کو روک نہیں سکتی۔ بھارت اپنی فوجی طاقت کے ذریعے بہادر کشمیری عوام کے جذبہ آزادی کو نہ ماضی میں دبا سکا اور نا ہی آئندہ اس کوئی امکان ہے۔ برہان وانی جیسے لوگ مرا نہیں کرتے، بلکہ لوگوں کے دلوں پر ہمیشہ راج کرتے ہیں، وہ کل بھی اہل کشمیر کے دلوں پر راج کرتا تھا، آج بھی کر رہا ہے اور تا صبح قیامت راج کرتا رہے گا۔ ان کی شہادت تحریک آزادی کشمیر کیلئے تازہ ہوا ایک جھونکا ہے، جس کی تازگی 2016 کی طرح آج بھی محسوس کی جاتی ہے۔ آج بچہ بچہ برہان وانی کے نام سے واقف ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ برہان وانی اپنے پیچھے لاکھوں برہان پیدا کر چکا ہے۔ انہیں پاکستانی پرچم میں لپیٹ کر دفنایا گیا۔ اس وقت کے پاکستانی وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اقوام متحدہ میں خطاب کے دوران برہان مظفر وانی کو آزادی کا سپاہی قرار دیا تھا۔ سید صلاح الدین احمد

نے شہید برہان وانی کی شہادت پر اہل کشمیر کے والہانہ جذبہ حریت کو سراہتے ہوئے کہا تھا کہ ایسا بہت کم مشاہدے میں آچکا ہے کہ ایک معصوم نوجوان اس قدر اپنے قوم کے دلوں میں گھر کر چکا ہو۔ جو اہل کشمیر کی تحریک آزادی اور مجاہدین کے ساتھ ان کے بے لوث رشتے کو ظاہر کرتا ہے، ایسے جذبے کو ختم کرنا کسی ظالم اور جابر طاقت کے بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالی ایسے جذبوں کو قائم ودائم رکھیں۔

برہان مظفر وانی شہید......ایک تحریک، ایک تاریخ

بشارت علی بارو

جہاں سے اہلِ جنت کے کبھی تھے قافلے گزرے
ہمیں پھر سے عزیمت کی انہی راہوں پہ چلنا ہے

مثل مشہور ہے کہ بستی کے جلانے کو وہ ایک چنگاری ہی کافی ہوتی ہے جو راکھ کے نیچے بظاہر تو کسی کو نظر نہیں آتی مگر حقیقت میں جل رہی ہوتی ہے۔ اسی تناظر میں اگر بات اُمت مسلمہ کی تاریخ کے حوالے سے کی جائے تو تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ملت اسلامیہ کا وجود جب اندوہناک کی صورتحال کے زیرِ سایہ انتہائی کٹھن مراحل میں تھا تو ایسے میں اچانک دم توڑتی دکھائی دینے والی کچھ تو قربان کر گیا، سوئی ہوئی قوم مسلم کو جگا گیا۔ طرابلس کے میدان جنگ میں مجاہدین اور غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہونے والی فاطمہ بنت عبداللہ بھی ایک ایسا ہی کردار تھا، جو خود تو مٹ گیا، مگر پیچھے رہ جانے والوں کے دلوں میں جہاد جگا گیا، جینے کی اُمنگ دے گیا۔ علامہ اقبالؒ نے اس صورتحال کی عکاسی کرتے ہوئے کہا تھا۔

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں کے منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب، اپنی خاکستر میں تھی

ہر دور کے باطل نے بارہا یہ سوچ کر جشن منانے کی تیاریاں کیں کہ اب اس اُمت مسلمہ کے اندر سے ایسا کوئی نہیں اُٹھے گا جو اس کی سوئی ہوئی غیرت اور حمیت کو بیدار کر دے، مگر اس کے سارے جشن ہمیشہ ادھورے ہی رہ جاتے ہیں، جب

اچانک اس بجھتی ہوئی راکھ میں سے کوئی چنگاری بھڑکتی ہے اور شعلہ بن کر دشمنوں کے سارے منصوبوں کو درہم برہم کر کے رکھ دیتی ہے۔ اسی حقیقت کو اہل کشمیر نے ایک بار پھر سے دنیا کے سامنے آشکار کر دیا ہے اور برہان مظفر وانی اس حقیقت میں اپنے خون سے رنگ بھر کر ساری وادی کو جگا گیا ہے۔

کشمیر کی تحریک آزادی ایک طویل اور صبر آزما تاریخ کا نام ہے، جو کبھی نعروں تک محدود رہی ہے، تو کبھی پُرامن جلسے جلوسوں کی صورت اختیار کرتی ہے، تو کبھی ہاتھوں، پتھروں اور تکبیر کے نعروں سے آگے بڑھتی ہے، مگر فطرت انسانی ہے کہ ظالم اگر اپنے ظلم سے تا دیر باز نہ آئے تو مظلوم غلامی کی زندگی سے تنگ آ کر ایک نہ ایک دن ہاتھوں میں ہتھیار تھام کر موت کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔

۱۹۸۹ء کے دوران کشمیریوں نے تمام حربے آزمانے کے بعد جب یہ جان لیا کہ بھارت اُن کی کسی بھی قسم کی پُرامن جدوجہد کو کوئی اہمیت نہیں دینے والا تو ان کے پاس مسلح جدوجہد کے سوا کوئی راستہ نہیں بچا۔ پھر سعادتوں اور شہادتوں کا ایک ایسا سفر شروع ہوا کہ جس کی دہشت سے گھبرا کر بھارت نے ریاستی فوجی دہشت گردی کی بدترین مثال کے ذریعے اس طوفان کو روکنے کی کوشش کی، مگر وہ جتنا اسے دباتا گیا، یہ تحریک اتنا ہی اُبھرتی گئی اور اب تک اسی عزم اور جوش و جذبے سے یہ تحریک جاری ہے کہ جیسے یہ اپنے ابتدائی دنوں میں تھی۔ لائن آف کنٹرول پہ باڑ اور جدید آلات کی تنصیب، سرحد پر فوج کی کڑی نگرانی، ہر موڑ پر فوجی بنکروں اور مورچوں کی تعداد میں اضافہ، نوجوانوں کو لالچ یا تشدد کے حربوں کے ذریعے سے راہ حریت سے بھٹکانے کی چالیں، عقوبت خانوں میں تشدد کی بدترین مثالیں قائم کرنے، لوگوں کو غائب کر دینے، چادر و عصمت پر نگاہِ بد رکھنے، غرض یہ کہ ہر انسانی اور غیر اخلاقی رویہ اپنا لینے کے بعد بھارت یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ اب حالات اس کے اختیار میں آ رہے ہیں، اس کی فوجی جارحیت کام آ گئی ہے، اب مسلح تحریک دم توڑ رہی ہے، مگر اس کی یہ خام خیالی اس کے خیالی پلاؤ پکانے تک ہی محدود رہی، نا سمجھ بھول بیٹھا تھا کہ خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔ طاقت ہی کو سب کچھ سمجھ لینے والوں سے بڑا بیوقوف بھلا کون ہوگا۔ بھارت یہ بھول بیٹھا تھا کہ اس کے اپنی پر تشدد رویوں نے چھ سال قبل ایک عام سے کشمیری نوجوان کو کمانڈر برہان مظفر وانی بنا دیا تھا، کہ جسے اب بھارت کے لیے نہ نگلنا آسان تھا اور نہ ہی اُگلنا۔ برہان مظفر وانی کہ جس نے سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے تحریک آزادئ کشمیر کو ایک نیا رُخ دے دیا۔ ترال کے ایک حریت پسند گھرانے کا یہ مردِ مجاہد چھ سال تک بھارتی فوجیوں پر

بجلی بن کر ٹوٹتا رہا اور اس کی کمان میں لڑنے والے سرفروشوں نے یکدم سے تحریک آزادئ کشمیر میں ایک نئی جان ڈال دی۔ بوکھلاہٹ کا شکار غاصب بھارتی درندوں نے انتقاماً برہان مظفر وانی کے بھائی کو ایک جعلی مقابلے میں شہید کر دیا اور برہان پر جلد قابو پانے کے لئے اس کے سر کی قیمت ۱۰ لاکھ مقرر کر دی۔ مگر ان تمام کٹھن مراحل سے وہ گزرتا ہی چلا گیا۔ نوجوانوں کو دعوت جہاد اور فکر حریت دیتا ہی رہا، اپنی بساط بھر کوشش سے بھارت کو للکارتا ہی گیا اور پھر 9 جولائی کو اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ دین اسلام کی سربلندی اور آزادئ کشمیر کے خواب کو سارے جموں وکشمیر کے بچے بچے کے دلوں میں اُتار کر ہمیشہ کے لئے کامیاب وسرخرو ہوگیا۔ بھارت سمجھتا تھا کہ برہان مظفر وانی کی شہادت سے اس کا سارا دردِ سر ختم ہو جائے گا، مگر عقل کے وہ اندھے جو تحریک آزادی کے 27 برسوں میں کچھ نہیں سیکھ سکے، وہ اب بھلا کیا سبق حاصل کرتے۔ مگر آج وادی کے طول وعرض میں لگی ہوئی آگ ساری دنیا کے باضمیر انسانوں کیلئے ایک تازیانہ ہے۔ برہان کی نماز جنازہ میں مسلح مجاہدین کی موجودگی اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں اپنے کمانڈر کو خراج تحسین پیش کرنا، بھارت کیلئے ایک چشم کشا حقیقت ہے کہ جس سے سبق حاصل کرنا اسی کے حق میں ہے۔ برہان کی شہادت کے بعد ساری وادی بالکل وہی منظر پیش کر رہی ہے کہ جیسا کہ تحریک ابتدائی دنوں میں تھی۔ سارا کشمیر آزادی کے نعروں سے گونجتا تھا، بھارتی حکومت نے موبائل، انٹرنیٹ اور رابطے کے دوسرے تمام ذرائع بند کر کے اور ساڑھے سات لاکھ فوج کے ہوتے ہوئے بھی مزید ۳۰ ہزار فوجی دستے وادی میں لا کر حتیٰ الامکان پوری قوت اور سارا زور لگا کر کشمیریوں کے جذبۂ آزادی کو کچلنے کی کوشش جاری رکھی ہوئی ہے، مگر برہان کی شہادت کے دن سے لیکر آج تک یہ تحریک ظلم وستم کے ان تمام حربوں کے باوجود مسلسل تیزی سے تیز تر ہوتی جارہی ہے۔

9 رجولائی 2016ء سے اب تک سینکڑوں کشمیری خاک وخون میں نہلائے جا چکے ہیں اور سینکڑوں سے زائد افراد بینائی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہسپتالوں میں بھی بھارت کی فوجی جارحیت سے محفوظ نہیں ہیں۔ سڑکوں، گلی کوچوں میں بھارت سے نفرت کا اظہار کرتے کشمیری نوجوانوں، بچوں، بزرگوں اور خواتین پہ مہلک ہتھیاروں سے آگ برسائی جا رہی ہے، مگر یہ بات عقل اور سوچ سے محروم بھارتی حکمرانوں کو اب بھی سمجھ میں نہیں آ رہی کہ یہ طوفان اگر پہلے اتنے طویل عرصے میں نہیں تھما تو آج کیسے تھم سکتا ہے۔ مقبوضہ وادی کے آج کے حالات میں ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ اور بھی شدت سے متقاضی ہے کہ اگر ہم آج بھی اس جدوجہد آزادی میں ان کے شانہ بشانہ نہ اُٹھ کھڑے ہوئے تو شاید اس کا کفارہ پھر کسی صورت ممکن ہی نہ ہوگا۔ وہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا چکے ہیں، اس آس پر کہ ہماری پشت پناہی کے لئے، درد دل رکھنے والے ایسے لوگ موجود ہیں جو ہماری پکار پر لبیک کہنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ اہل پاکستان خوابِ غفلت سے جاگو! کہیں وہ پاکستان، پاکستان کہتے تھک ہی نہ جائیں۔

☆☆☆

ترال کے ایک حریت پسند گھرانے کا یہ مرد مجاہد چھ سال تک بھارتی فوجیوں پر بجلی بن کر ٹوٹتا رہا اور اس کی کمان میں لڑنے والے سرفروشوں نے یکدم سے تحریک آزادئ کشمیر میں ایک نئی جان ڈال دی۔ بوکھلاہٹ کا شکار غاصب بھارتی درندوں نے انتقاماً برہان مظفر وانی کے بھائی کو ایک جعلی مقابلے میں شہید کر دیا اور برہان پر جلد قابو پانے کے لئے اس کے سر کی قیمت 10 لاکھ مقرر کر دی۔ مگر ان تمام کٹھن مراحل سے وہ گزرتا ہی چلا گیا۔ نوجوانوں کو دعوت جہاد اور فکر حریت دیتا ہی رہا، اپنی بساط بھر کوشش سے بھارت کو للکارتا ہی گیا اور پھر 9 جولائی کو اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ دین اسلام کی سربلندی اور آزادئ کشمیر کے خواب کو سارے جموں وکشمیر کے بچے بچے کے دلوں میں اُتار کر ہمیشہ کے لئے کامیاب وسرخرو ہوگیا

شہید برہان وانیؒ کا عہد

ابن قاضی کشمیری

بخدا اغریق رحمت کرے امان اللہ خان کو جو غالباً سارے یوٹرن کا حساب رکھتے ہوئے پرویز مشرف کی کشمیر پالیسی کو اسلام آباد کا بارھواں یوٹرن کہتے تھے ۔ بہت سے لوگ آج بھی مصر ہیں کہ جنرل پرویز مشرف کا چارنکاتی فارمولہ مسئلہ کشمیر کا بہترین حل تھا۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر نواز شریف کا فارمولہ بھی پس قدمی قرار نہیں پاتا کیونکہ پرویز مشرف نے اپنے کام کا آغاز وہیں سے کیا تھا جہاں نواز شریف کی برطرفی کے باعث دھاگہ ٹوٹ گیا تھا۔ بارہویں یوٹرن کا کم ازکم یہ فائدہ ضرور ہوا کہ وادیٔ کشمیر کے لوگوں کو یک دم خود انحصاری کی راہوں پر گامزن ہونے کا خیال آ گیا۔ وہ اس حقیقت کو جان گئے کہ پاکستان قانون بین الاقوام کی پابند ایک ریاست ہے اور اس وقت کا رائج بین الاقوامی قانون طاقت اور تجارت ہے ۔ پاکستان اس کھیل میں کمزور وکٹ پر ہے اور ضعیفوں اور کمزوروں کی راہوں میں مصلحتوں کے سپیڈ بریکر اور مفاہمتوں کے یوٹرن قدم قدم پر آتے ہیں اور کمزور ان سے صرف نظر کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے ۔ یہ وہی دن تھے جب کشمیر کا سب سے شعلہ بار لیڈر سید علی گیلانی تھا جس کی ایک کال پر وادی کے لوگ سر ہتھیلیوں پر لئے نکل پڑتے تھے ۔ جولائی 2005 کی ایک شام جب ہم ان سے ملے تو سری نگر کے حیدر پورہ علاقے میں مقبول لیڈر بہت ناراض تھے شاید پرویز مشرف کے ساتھ تلخ اور تو تکار پر ختم ہونے والی ملاقات کی کڑواہٹ کا ذائقہ اب بھی ان کو محسوس ہو رہا تھا مگر وہ اس کا ذکر نہیں کرتے تھے ۔ وہی ملاقات جس میں پرویز مشرف نے گیلانی کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تم میرا راستہ نہیں روک سکتے میرے ساتھ بش اور بلیئر ہیں ۔ نحیف اور بیمار مگر چاق وچوبند کشمیری لیڈر نے کہا تھا یاد رکھو میرے ساتھ اللہ ہے ۔ پرویز مشرف کے بش اور بلیئر نہ جانے آج کہاں ہیں مگر بوڑھے نحیف اور وقت گزیدہ کشمیری لیڈر کا اللہ اس دن کی طرح آج بھی زمیں وزماں کا مالک ہے۔ ان تلخیوں اور شکر رنجیوں سے خود انحصاری کے جس احساس کی کونپل پھوٹی تھی برہان وانی اس کا پہلا گلاب تھا۔ وہی برہان جو ایک سال قبل جولائی کے مہینے میں کشمیر کے گھنے جنگلوں میں اپنے دو ساتھیوں سمیت ایک تصادم میں کام آیا۔ سید علی گیلانی، میرواعظ عمر فاروق اور

جولائی 2005 کی ایک شام جب ہم ان سے ملے تو سری نگر کے حیدر پورہ علاقے میں مقبول لیڈر بہت ناراض تھے شاید پرویز مشرف کے ساتھ تلخ اور تو تکار پر ختم ہونے والی ملاقات کی کڑواہٹ کا ذائقہ اب بھی ان کو محسوس ہو رہا تھا مگر وہ اس کا ذکر نہیں کرتے تھے ۔ وہی ملاقات جس میں پرویز مشرف نے گیلانی کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تم میرا راستہ نہیں روک سکتے میرے ساتھ بش اور بلیئر ہیں ۔ نحیف اور بیمار مگر چاق وچوبند کشمیری لیڈر نے کہا تھا یاد رکھو میرے ساتھ اللہ ہے ۔ پرویز مشرف کے بش اور بلیئر نہ جانے آج کہاں ہیں مگر بوڑھے نحیف اور وقت گزیدہ کشمیری لیڈر کا اللہ اس دن کی طرح آج بھی زمیں وزماں کا مالک ہے ۔ ان تلخیوں اور شکر رنجیوں سے خود انحصاری کے جس احساس کی کونپل پھوٹی تھی برہان وانی اس کا پہلا گلاب تھا

سید صلاح الدین کے تبصروں کو چھوڑیئے عمر عبداللہ کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکلا کہ ''بے چین لوگوں کو نیا بت شکن مل گیا'' گویا کہ ایک زمانے کو آنے والی نسلوں کو ایک آئیڈیلائز اور رومنٹسائز کرنے کو ایک نیا ہیرو مل گیا۔ اسلام آباد کے بار بار یوٹرن لینے کی عادت سے تنگ جس نسل نے جب خود انحصاری کا خواب دیکھا تو برہان کی صورت میں ایک ''میڈان کشمیر'' ہیرو تراشنے کا فیصلہ کیا۔ برہان جنوبی کشمیر کے علاقے ترال کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے کا چشم و چراغ تھا اس کے والد ریاضی کے ماہر مضمون اور والدہ ماسٹر ڈگری ہولڈر ہیں ۔2010 کشمیر میں ہنگامہ خیزی سے بھرپور تھا اسی سال کشمیریوں نے ہماری منڈی راولپنڈی کا نعرہ لگایا اور ایک بے مثال تحریک چلائی جس میں شیخ عزیز جیسے بے لوث راہنما شہید ہوئے ۔ انہی حالات سے متاثر ہو کر برہان پندرہ سال کی عمر میں گھر سے دور چلا گیا۔ حیرت انگیز طور پر برہان نے کنٹرول لائن کی طرف مظفر آباد کا رخ نہیں کیا۔ وہ قریب ہی کشمیر کے باغوں میں جا چھپا۔ وہیں ٹین ایجرز کا ایک گروپ بنایا، پولیس سے اسلحہ چھین کر فوج کے خلاف استعمال کرنے لگا۔ اس نے اپنا ٹوئیٹر پیج بنا کر اپنا پیغام عام کرنا شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ٹوئیٹر پر اس کی فالورشپ بڑھتی چلی گئی۔ کشمیر ہی نہیں بھارت میں نوجوان اسے فالو کرنے لگے۔ اس کی ایک تصویر پر بھارت کی ایک ہندو لڑکی کا یہ تبصرہ دلچسپی سے پڑھا گیا تھا کہ ''کاش اس خوبرو نوجوان سے میری شادی ہو جاتی''۔ برہان وادی کا ایک غیر معمولی کردار کیسے بنتا چلا گیا اس کی بہت سی وجوہات ہیں ۔ ایک دور ایسا آیا کہ جب کشمیر کے لوگ عسکریت اور عسکریوں سے تنگ آ چکے تھے۔ وادی کے لوگ آزادی کو اپنا مسئلہ اور عسکریت کو غیر کشمیری مسلح نوجوانوں کا مسئلہ سمجھ رہے تھے ۔ بدلتے عالمی اور علاقائی حالات میں عسکریت اپنی کشش کھو کر دم توڑ رہی تھی۔ ایسے میں پندرہ سالہ کلین شیو خوبصورت لڑکا کمانڈو وردی پہنے جدید ہتھیار اُٹھائے تصویروں میں سامنے آنے لگا۔ جس کے ایک ہاتھ کی انگلی ٹرائیگر پر تھی اور دوسرے ہاتھ کی انگلی '' کی بورڈ'' پر تھی۔ بندوق بھارتی فوجیوں کے لئے

اور کی بورڈ ٹویٹر کے ذریعے کشمیری نوجوانوں کی نبض پر ہاتھ رکھنے کے لئے تھا۔ وادی میں نوجوانوں کی آبادی تیس فیصد ہے اور ان کی اکثریت سوشل میڈیا کی اسیر ہے۔ برہان جب ان نوجوانوں کو اپنی صفوں میں شامل ہونے کا پیغام دیتا تو کشمیری لڑکے بے ساختہ اس کا نقش کف پا تلاش کرنے نکل کھڑے ہوتے۔ وہ اپنے اصل نام کے ساتھ سرگرم تھا۔ یہ روایت کشمیر کی عسکریت میں اب ماند پڑ چکی تھی۔ سیکورٹی وجوہات کی وجہ سے لوگ اب کوڈ نام سے سرگرم ہوتے تھے۔ برہان نے اس روایت کو جھٹک کر ایک نئی طرح ڈال دی۔ دھیرے دھیرے برہان وانی کی شکل میں خالص ''میڈان کشمیر ہیرو کا سراپا اُبھرتا اور نقش بنتا چلا گیا۔ اس کی تصویروں اور پیغام سے وادی کے نوجوانوں کا جذبہ بڑھتا چلا گیا۔ متوسط گھرانوں کے تعلیم یافتہ نوجوان تیزی سے غیر مقبول ہوتی ہوئی عسکری تحریک کا حصہ بننے لگے۔ ڈگریاں تھامے نوجوانوں کا بندوق اُٹھانا بھارتیوں کے لئے نیا دردسر بن کر رہا گیا اور یوں عسکریت اس نئے اور سافٹ امیج کے ساتھ دوبارہ وادی میں مقبول ہونے لگی بھارتی اسٹیبلشمنٹ میں برہان وانی کو قتل کرنے کے بارے میں رائے منقسم ہونے لگی ایک موثر گروہ یہ کہنے لگا کہ اس نئے ''میڈان

کشمیر'' ہیرو کی ہلاکت سے کشمیری میں بغاوت کا نیا اُبال آئے گا اور آنے والی نسلوں کو ایک تازہ دم ہیرو مل جائے گا۔ یہاں تک کہ اکیس سالہ تعلیم یافتہ نوجوان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے لئے ''موسٹ وانٹیڈ'' بن گیا اور اس کے سر کی قیمت دس لاکھ مقرر ہوئی۔ نوجوان بھارتی فوج نے اسے سونا مرگ کے جنگلوں میں گرفتار کرنے کی جب بھی کوشش کی تو اس کے ٹویٹر مداحوں نے برہان کو اطلاع دے کر بچ نکلنے کا موقع فراہم کیا۔ گزشتہ برس بھارتی فوج نے برہان کے بڑے بھائی خالد کو جعلی مقابلے میں شہید کیا مگر برہان ان کے چھلاوہ ہی رہا۔ برہان کی ایک ماڈرن ہیرو، ماڈرن جہادی اور پوسٹر بوائے اور رابن ہڈ جیسی ''امیج بلڈنگ'' کرنے والوں کو معلوم تھا کہ بھارتی فوج کی ایک سنسناتی گولی اس مجسمے کا مادی وجود کرچی کرچی کرسکتی ہے اس کے باوجود وہ اور برہان خود یہ چاہتا تھا کہ اس کا معنوی وجود زندہ رہے۔ گیتوں اور لوک کہانیوں میں، جینز اور ٹی شرٹ والے کشمیری نوجوان اس ''پوسٹر بوائے'' کہلانے والے جہادی سے کہ جس پر بھارتی دوشیزائیں بھی ''لٹو'' ہونے لگی تھیں، مدتوں تک تگ تاز وحاصل کرتے رہیں۔ برہان کے بعد وادی ایک بار پھر مچھلی کی طرح بھارت کے ہاتھوں سے تڑپ تڑپ کر پھلسنے لگی ہے اور بھارتی اسٹیبلشمنٹ کے ایک حصے کا خدشہ سچ ثابت ہوگیا جس کا اعتراف عمر عبداللہ نے ٹویٹر پر یوں کیا کہ بے چین لوگوں کو نیا آئیکون (مجسمہ) مل گیا ہے۔ ایک سال ہوگیا مگر برہان وانی کے لہو سے منور ہونے والے چراغ کی لو کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ ایک سو سے زیادہ نوجوان پروانوں کی مانند اس شمع سے لپٹنے کی خواہش میں جانیں قربان کر چکے ہیں۔ ہزاروں ٹین ایجر جیلوں میں مقید ہیں اور سیکڑوں افراد آنکھوں کی بینائی کھو چکے ہیں۔ ہسپتال ان زخمیوں سے آج بھی بھرے پڑے ہیں۔ کشمیر میں عسکریت ایک بار مقبول رجحان کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ آئے روز بھارتی فوج اور مجاہدین میں تصادم ہو رہے ہیں۔ بھارت کشمیر کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ بھارتی وفود اس بغاوت اور بے چینی کا کھلے بندوں اعتراف کرر ہے ہیں۔ ایک انقلاب ہے جس کا عنوان برہان ہے اور سال بھر سے جاری یہ برہان شہید کا عہد ہے۔

☆☆☆

گیتوں اور لوک کہانیوں میں، جینز اور ٹی شرٹ والے کشمیری نوجوان اس ''پوسٹر بوائے'' کہلانے والے جہادی سے کہ جس پر بھارتی دوشیزائیں بھی ''لٹو'' ہونے لگی تھیں، مدتوں تک تگ تاز وحاصل کرتے رہیں۔ برہان کے بعد وادی ایک بار پھر مچھلی کی طرح بھارت کے ہاتھوں سے تڑپ تڑپ کر پھلسنے لگی ہے اور بھارتی اسٹیبلشمنٹ کے ایک حصے کا خدشہ سچ ثابت ہوگیا جس کا اعتراف عمر عبداللہ نے ٹویٹر پر یوں کیا کہ بے چین لوگوں کو نیا آئیکون (مجسمہ) مل گیا ہے۔ ایک سال ہوگیا مگر برہان وانی کے لہو سے منور ہونے والے چراغ کی لو کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی ہے

اس شاہ بلوط زندہ سے شیطان بہت گھبراتے تھے!!!

محمد یاسین چارلی

دنیا میں کم وبیش 50% سے زیادہ لوگوں نے یہ شعر پڑھا یا سنا ہوگا ۔مگر بہت کم لوگ اس صورتحال سے گذر چکے ہونگے 20 فروری 2023 کی شام ہمارا ایک ساتھی ایک اندھی گولی کا نشانہ بنا، جو بظاہر اندھی نہیں تھی ۔۔چشم دید گواہوں اور سی سی ٹی وی کیمروں کے مطابق دو قاتل آئے اور مسجد سے آئے ہوئے ہمارے ایک عظیم ساتھی اور قائد امتیاز عالمؒ کو گولیوں کا نشانہ بنا کے فرار ہو گئے ۔امتیاز عالمؒ صاحب کلمہ طیبہ کا ورد کرتے کرتے چند منٹوں کے اندر اندر شہادت سے سرفراز ہوئے ۔ہمارا یہ ساتھی دیوار تھا، چٹان تھا ، پہاڑ تھا ۔جانباز تھا، رفیق تھا، عابد تھا ، عامل تھا، عالم تھا ۔والدین اور اپنے ہم وطنوں کا وفادار تھا۔سب سے بڑھ کر یہ ساتھی تحریک آزادی کشمیر کا وفادار تھا۔ ہر دم تیار اور ہر محاذ پر کامیابی کے ساتھ جھنڈا گاڑنے والا ۔اس لئے یہ دشمن کی آنکھ کا کانٹا اور گلے کی ہڈی تھا ۔دشمن نے ان کی شہادت پر کئی دن تک خوشیاں منائیں اور ہم ابھی تک سوگ کی کیفیت میں ہی روز و شب گزار رہے ہیں ۔ایسا ساتھی تیار ہونے میں بہت وقت لگتا ہے، جیسا کہ اقبالؒ نے کیا خوب ایسے انسانوں کی ترجمانی کی ہے۔۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ نے انہیں کامیاب کیا۔ان کی زندگی کا بیشتر حصہ میدان جہاد اور قید و بند میں گذرا۔ وہ خوبصورتی سے اپنا سچا موقف پیش کرتا تھا اور بڑے ہی پرسکون انداز میں اپنا مقصد بیان کرتا تھا۔ وہ اس تنظیم (حزب المجاہدین) کی ایک دیوار تھا۔ ہر مشکل وقت میں مشکل ترین کام کو بڑے ہی آسان اور اور پرسکون انداز میں انجام دیتا تھا۔ دراصل شہید امتیاز عالمؒ کو اللہ پر وہی

بھروسہ تھا جو ایک مرد مومن کو ہونا چاہئے ۔ہمیں داغ مفارقت دے کے وہ چلے گئے لیکن نامکمل کام کو مکمل کرنے کا ہمیں گر بھی سکھا گئے ۔ایک سوال ذہن میں بار بار آرہا ہے کہ ارباب اختیار نے آج تک اس سانحے کا سراغ نہیں لگایا۔شاید لگایا بھی ہو لیکن سرعام اس کا ابھی تک اظہار نہیں ہوا تاہم ہم بخوبی واقف ہیں کہ یہ کام دشمن کا ہے، وہی دشمن جس سے ہم برسر پیکار ہیں ۔ہاں وقت اس دشمن کے ان مہرے یا مہروں کے چہروں سے ضرور نقاب اتار دے گا جو امتیاز عالمؒ کو ہم سے جدا کرنے میں کامیاب ہوئے ۔ان کیلئے دین و دنیا کی رسوائی نوشتہ دیوار پر لکھی ہوئی ہے۔ان شاءاللہ

☆☆☆

امتیاز عالمؒ کو گولیوں کا نشانہ بنا کے فرار ہو گئے ۔امتیاز عالمؒ صاحب کلمہ طیبہ کا ورد کرتے کرتے چند منٹوں کے اندر اندر شہادت سے سرفراز ہوئے ۔ ہمارا یہ ساتھی دیوار تھا، چٹان تھا ، پہاڑ تھا ۔جانباز تھا، رفیق تھا، عابد تھا ، عامل تھا، عالم تھا۔ والدین اور اپنے ہم وطنوں کا وفادار تھا۔سب سے بڑھ کر یہ ساتھی تحریک آزادی کشمیر کا وفادار تھا۔ ہر دم تیار اور ہر محاذ پر کامیابی کے ساتھ جھنڈا گاڑنے والا۔اس لئے یہ دشمن کی آنکھ کا کانٹا اور گلے کی ہڈی تھا۔ دشمن نے ان کی شہادت پر کئی دن تک خوشیاں منائیں اور ہم ابھی تک سوگ کی کیفیت میں ہی روز و شب گزار رہے ہیں

انتقال پر ملال

ابو سہیل کرناہ کپواڑہ کی (والدہ محترمہ) مظفرآباد میں وفات پا گئیں، زبردست خان بڈگام کی (ساس)، مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئیں، دلاور بھائی ڈوڈہ کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئیں، خالد پیر بھائی رفیع آباد کی (جواں سال بیٹی) مظفرآباد میں انتقال کر گئی، اکبر چاچا بانڈی پورہ (وادی لیپہ ہٹیاں بالا) میں انتقال کر گئے

قارئین سے گزارش ہے کہ مرحومین کو اپنے دعاؤں میں یاد رکھیں۔

برہان مظفر وانی شہید کشمیر کا درخشندہ ستارہ

میر افسر امان

شہید کی جوموت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔ برہان مظفر وانی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنی کشمیری قوم کو حیات بخش گئے ہیں۔ کشمیری زندہ ہیں اور انشا اللہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ زندہ قوموں کو نہ کوئی غلام بنا سکا اور نہ ہی بھارت کشمیریوں کو زیادہ دیر غلام رکھ سکے گا۔ برہان کی شہادت کے وقت سے تحریک آزادی کشمیر نے جو نئی انگڑائی لی ہے انشا اللہ وہ جموں و کشمیر کی مکمل آزادی تک جاری رہے گی۔ برہان کے ماتھے پر بندھی پٹی جس پر لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوا ہے مجھے اس بات پر سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ تحریک آزادی پاکستان کا تسلسل ہے۔جس میں پاکستان کا مطلب کیا لا الا الا اللہ کا نعرہ برصغیر کی فضاؤں میں گونجا تھا اور اللہ نے برصغیر کے مسلمانوں کو مثل مدینہ اسلامی جمہوریہ پاکستان عنایت کیا تھا۔ ہم مسلمان ہیں ہمیں اللہ پر یقین ہونا چاہیے کہ حی القیوم ہستی ہے۔ وہ تحریک پاکستان کی جدو جہد کو دیکھ رہا تھا اور اب تحریک آزادی جموں و کشمیر پر بھی اس کی نظر ہے۔ مسلمانو! اللہ کی مدد کے بغیر کوئی بھی تحریک کامیاب نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ اللہ کی ہمیشہ سے سنت رہی ہے۔ جب تک قومیں خود طاغوت سے نجات نہیں چاہتیں اللہ بھی ان کی مدد نہیں کرتا۔ الحمد اللہ ہم مسلمان ہیں ہمیں اپنی تاریخ کو یاد رکھنا چاہیے۔ کیا تحریک

آزادی پاکستان کے وقت دنیا میں دو بڑی طاقت ور تحریکیں موجود نہیں تھیں۔ ایک کیمونسٹ تحریک جو دنیا کے تقریباً آدھے حصے پر غالب آچکی تھی اور ہند میں بھی اس کی گرفت مضبوط تھی۔ دوسری سرمایادارانہ تحریک جس کے لیے کہا جاتا تھا کہ اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ ان دونوں کے ساتھ ہندوؤں کی اکثریت بھی شامل تھی جو تحریک آزادی پاکستان کی کامیابی کے درمیان بڑی رکاوٹ تھی۔ قائداعظمؒ کی اس منطق کہ ہند میں دو قومیں بستی ہیں ایک مسلمان اور دوسری ہندو۔ خود مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے ہندوا کثریت کے جال میں پھنس کر کہا تھا کہ قومیں اوطان، یعنی وطن سے بنتی ہیں۔ ہند کے اندر جو بھی قوم آباد ہے، وہ چاہے ہندو ہوں، چاہے مسلمان ہوں اور چاہے کوئی دوسری قوم ہو، سب ایک قوم ہیں۔ اس پر سید مودودیؒ نے شاعر اسلام علامہ اقبالؒ کے اس شعر کہ ”اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب پہ نہ کر۔ خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی“ کی تشریح کرتے ہوئے مسئلہ قومیت پر مضامین لکھ کر اس حقیقت کو واضح کیا تھا کہ مسلمان ایک ملت ہیں ان میں اور دوسری قوموں میں فرق ہے۔ ان مضامین کو مسلم لیگ نے پورے ہند میں پھیلایا تھا جس سے پاکستان بننے میں مدد ملی تھی۔ یہ تمہید بیان کرنے کی اس لیے ضرورت پڑی ہے کہ اب بھی کشمیر کی قربانیوں کو لوگ ایک قوم کی دوسری قوم سے آزادی کی تحریک سے تعبیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نہیں بھائی! یہ حق و سچ اور ایک زندہ جاوید دین اسلام سے تعلق رکھنے والے کشمیری مسلمانوں کی مشرک طاغوت ہندو قوم کے خلاف تحریک ہے، ویسی ہی تحریک ہے جیسی پاکستان کی تحریک آزادی تھی۔ جیسے پہلے بھی اللہ نے دو بڑی قوتوں کو شکست سے دو چار

غاصب درندہ صفت فوج نے برہان کی شہادت کے بعد سے اب ظلم و زیادتی کی انتہا کر دی ہے۔اس کے درندہ صفت فوجی نہتے کشمیریوں پر براہ راست فائرنگ کر کے سینکڑوں کو شہید کر چکے ہیں۔ ہزاروں لوگوں کو ممنوعہ پیلٹ گنیں چلا کر اندھا کر چکے ہیں۔اس کی بکتر بند گاڑیوں پر پتھر پھینکنے والے نہتے معصوم کشمیری نو جوانوں کر ظالمانہ تشدد کر کے گرفتار کرتے ہیں پھران کو عقوبت خانوں میں تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ جب وہ اس تشدد سے مرنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کو اگر وادی ظاہر کر کے مار کر بستیوں میں پھینک دیتے ہیں

کر کے کامیابی سے ہمکنار کیا تھا اب بھی اگر کشمیری لا الہ الا اللہ محمد رسولؐ اللہ کی پٹی سر پر باندھ کر اللہ کے نام پر جہاد کے ذریعے آزادی مانگ رہے ہیں کہ آزادی کے بعد وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق اللہ اور رسولؐ کی اطاعت میں زندگی گزاریں گے تو اللہ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو شرک و طاغوت سے نجات دلاتا رہا ہے۔ کشمیری پچھلے 76 برسوں سے قومیت اور سیکولرزم کی ساری وادیاں پار کر چکے ہیں۔ شیخ عبداللہ اور اس کی باقیات نے کشمیریوں کو قومیت اور سیکولرزم کی وادیوں کے سبز باغ دکھا کر بھارت کا غلام بنائے رکھا۔ اب وہ اسلام کی بابرکت وادی میں قدم رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم کشمیریوں کے بہی خواہ کالم نگاروں سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ دنیا کے چلن اور وسائل پر نظر رکھنے کے بجائے اللہ کی مدد کی طرف نظر رکھیں۔

منطق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو کشمیری تحریک آزادی کشمیر کو مذہب کی بنیاد پر آگے بڑھا رہے ہیں تو ہمیں اس چیز کا غم کیوں طاری ہو رہا ہے کہ زمانہ سیکولر اور قومیتوں کی بنیاد پر چل رہا ہے تو

تحریک آزادی کشمیر کو بھی ایک قوم سے دوسری قوم کی آزادی کی منطق پر ہی چلایا جائے۔ کشمیریوں کے بہی خواہوں سے گزارش ہے کہ وہ بھی کشمیریوں کی تحریک آزادی کشمیر کو مذہب کی بنیاد پر پایہ تکمیل تک پہنچنے دیا جائے۔ یہ غاصب ہندوؤں کی پرانی چال ہے وہ مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی قومیتوں میں تقسیم کر کے ان پر حکمرانی کرنے کی سازشیں تیار کرتا رہتا ہے۔ غاصب درندہ صفت فوج نے برہان کی شہادت کے بعد سے اب ظلم وزیادتی کی انتہا کردی ہے۔ اس کے درندہ صفت فوجی نہتے کشمیریوں پر براہ راست فائرنگ کر کے سینکڑوں کو شہید کر چکے ہیں۔ ہزاروں لوگوں کو ممنوعہ پیلٹ گنیں چلا کر اندھا کر چکے ہیں۔ اس کی بکتر بند گاڑیوں پر پتھر پھینکنے والے نہتے معصوم کشمیری نوجوانوں کر ظالمانہ تشدد کر کے گرفتار کرتے ہیں پھر ان کو عقوبت خانوں میں تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ جب وہ اس تشدد سے مرنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کو اگر وادی ظاہر کر کے مار کر بستیوں میں پھینک دیتے ہیں۔ قابض درندہ صفت بھارتی فوجیوں نے کشمیری نوجوان کو اپنی فوجی جیپ کے بونٹ پر باندھ کر ڈھال کے طور پر استعمال کیا ہے ایسا ظلم کرنے والے فوجی کو انعام سے نوازا گیا ہے۔ قابض فوجیوں نے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی عمارتوں کو اپنا ہیڈ کواٹر بنایا ہوا ہے۔ اس ظلم پر کالجوں اور یونیورسٹیوں کی بچیاں قابض فوج کے خلاف احتجاج کرتی ہیں، ان پر گولیاں چلائی جاتیں ہیں۔ کس طرح کشمیری جوانوں کو گرفتار کر کے ان پر تشدد کے سارے طریقے استعمال کر کے انہیں ہڈیوں کے پنجروں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ ان کو ریت ملی روٹیاں کھلائی جاتی ہیں۔ ہزاروں عزت مآب کشمیری خواتین کے ساتھ بھارت کے درندہ صفت وحشی فوجیوں کی اجتماہی آبروریزی کی داستانیں ہر طرف بکھری پڑی ہیں۔ ہزاروں کشمیری نوجوان آج تک لاپتہ ہیں۔ سینکڑوں اجتماعی قبریں دریافت ہو چکی ہیں جن میں بے گناہ کشمیریوں کو تشدد کے بعد ہلاک کر کے اجتماعی طور پر دفنا دیا گیا تھا۔ کشمیریوں کے گھروں، دکانوں اور باغات پر گن پاؤڈر چھڑک کر اسے جلا دیا گیا۔ ڈوگرہ حکمران سے لیکر اس وقت تک پانچ لاکھ سے زیادہ کشمیری شہید کر دیے گئے ہیں۔ برہان مظفر وانی نے ان ظالموں کے خلاف لڑنے کا گر سمجھایا ہے۔ ان پر واضح کر دیا ہے ظلم برداشت کرنے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ جب ظالم اپنے کو فرعون سمجھ کر اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کرے تو موسیٰ وجود میں آتے ہیں۔ موجودہ فرعون کے سامنے برہان کھڑا ہوا۔ اس کے خون کے ہر قطرے نے ہزاروں برہانوں کو جنم دیا ہے۔ کشمیر جنت نظیر ہے جو اس میں رہنے والے کشمیری مسلمانوں کا حق ہے۔ جنت کبھی بھی مشرکوں کو نہیں ملتی۔ برہان مظفر وانی کی چلائی ہوئی تحریک آزادی کشمیر ان شاء اللہ کامیاب ہو گی۔

☆☆☆

شہید برہانؒ نے سوچ بدل دی!

ایس احمد پیرزادہ

کشمیریوں کی جدوجہد کی تاریخ طویل ہے۔حکمت عملیاں تبدیل ہوسکتی ہیں لیکن یہاں بہت سارے موقعوں پر حکمت عملی تبدیل کرنے نام پر مقصد کو ہی تبدیل کردیا گیا تھا۔نوے کی دہائی کے آغاز میں یہاں کی تمام آزادی پسند سیاسی جماعتوں کا واضح نصب العین تھا کہ وہ ہندوستانی تسلط سے مکمل آزادی حاصل کرکے ہی دم لیں گے۔لیکن ڈیڑھ دہائی گزرتے گزرتے ہمارے بہت سارے قائدین کی ''لغت''اور ''اصطلاحیں''ہی تبدیل ہوگئی۔''آزادی'' کی جگہ''مسئلہ کشمیر کے قابل قبول حل'' نے لے لی اور''حق خودارادیت کے لیے بامعانی مذاکرات'' کے لیے''قیام امن کے لیے مذاکرات'' کی اصطلاح استعمال کی جانے لگی ہیں۔اس طرح جدوجہد کے بیس برس گزرنے کے ساتھ ساتھ ہماری پوری قیادت کنفوژن کا شکار ہوتی چلی گئی۔اس طرح کی اصطلاحیں استعمال کی جانے لگی تھیں کہ عام انسان سمجھ ہی نہیں پاتا تھا کہ یہ لوگ آخر کیا چاہتے ہیں۔2004ء تک آتے آتے ''پرامن'' جدوجہد کا ورد کیا جانے لگا اور جملہ حریت قیادت ہڑتال کی کال صرف اُس وقت دیتی تھی جب کہیں کوئی عام شہری فوج کی گولیوں کا نشانہ بن جاتا تھا۔عسکریت پسند کی شہادت پر نہ کوئی ہڑتال کرتا تھا اور نہ ہی حریت لیڈران ہی کال دینے کی جرأت کرتے تھے۔ایسے بھی مواقع آئے تھے کہ کوئی عسکریت پسند شہید ہوجاتا تھا تو اُس کی اپنی مقامی بستی میں بھی معمول کا کام کاج جاری رہتا تھا۔اس سب میں لوگوں کی کوئی خطا نہیں تھی بلکہ حریت قائدین کا پیدا شدہ کنفوژن تھا جنھوں نے سویلین کی شہادت پر وویلا مچانا لازمی قرار دیا تھا جبکہ کسی عسکریت پسند کی شہادت پر چپ سادھ لی جاتی تھی۔گویا زبان سے نا سہی لیکن اپنے عمل سے قائدین یہ ثابت کرتے تھے کہ جنھوں نے عسکریت کی راہ اختیار کرلی ہے وہ گویا غلط راہ پر گامزن ہیں۔یہ پالیسی جان بوجھ کر اختیار نہیں کی گئی تھی بلکہ ہندوستان نے نہایت ہی شاطرانہ طریقے سے ہماری قیادت کو یہ بات ذہن نشین کرائی تھی کہ وہ پُرامن جدوجہد کریں،تشدد کی حمایت نہ کریں کیونکہ 9/11 کے بعد دنیا میں عسکریت کا کوئی حامی و مددگار نہیں رہا ہے۔ہماری قیادت کی ذہن سازی یہاں کے ایک ایسے طبقے سے کرائی گئی جو اپنے آپ کو دانشور کہتے ہیں اور کشمیر کے حوالے سے آئے روز نئے نئے شوشے چھوڑ کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شہید برہان احمد وانیؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے سے عسکریت کو عوامی حلقوں میں اس حدتک مقبول بنالیا ہے کہ گزشتہ کئی برسوں سے جہاں بھی کوئی عسکریت پسند شہید ہوجاتا ہے لوگ ازخود ہڑتال کرتے ہیں۔وہ علاقہ کئی کئی روز تک بندرہتا ہے اوراحتجاجی جلسوس برآمد ہوجاتے ہیں۔جب

شہید برہان احمد وانیؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے سے عسکریت کو عوامی حلقوں میں اس حدتک مقبول بنالیا ہے کہ گزشتہ کئی برسوں سے جہاں بھی کوئی عسکریت پسند شہید ہوجاتا ہے لوگ ازخود ہڑتال کرتے ہیں۔وہ علاقہ کئی کئی روز تک بندرہتا ہے اوراحتجاجی جلسوس برآمد ہوجاتے ہیں۔ جب خود بُرہان شہادت کے منصب اعلیٰ پر فائز ہوگیا تو اُن کی شہادت سے حریت کانفرنس کے سبھی ڈھڑے اپنی اصل ڈگر پر آگئے۔حریت کانفرنس (گ)،حریت کانفرنس(ع)،لبریشن فرنٹ وغیرہ وغیرہ سبھوں نے ہڑتال کی کال دے کر درمیان میں اختیار کی جانے والی پالیسی کو ترک کرنے کا عملی اعلان کردیا ہے۔جو سوچ ہندوستان کی مختلف ایجنسیوں نے یہاں پیدا کر رکھی تھی اُس سوچ کو برہانؒ نے اپنی زندگی میں بھی اور اپنی شہادت کے ذریعے سے بھی تبدیل کردیا

خود بُرہان شہادت کے منصب اعلیٰ پر فائز ہوگیا تو اُن کی شہادت سے حریت کانفرنس کے سبھی ڈھڑے اپنی اصل ڈگر پر آگئے۔حریت کانفرنس (گ)،حریت کانفرنس (ع)،لبریشن فرنٹ وغیرہ وغیرہ سبھوں نے ہڑتال کی کال دے کر درمیان میں اختیار کی جانے والی پالیسی کو ترک کرنے کا عملی اعلان کر دیا ہے۔جو سوچ ہندوستان کی مختلف ایجنسیوں نے یہاں پیدا کر رکھی تھی اُس سوچ کو برہانؒ نے اپنی زندگی میں بھی اور اپنی شہادت کے ذریعے سے بھی تبدیل کر دیا۔اتنا ہی نہیں کہ حریت کے سبھی ڈھڑوں نے ہڑتال کی کال دے دی بلکہ لیڈران کرام نے اپنے اپنے پیغامات کے ذریعے سے برہان وانی کو قوم کا ہیرو قرار دیا۔ بزرگ حریت لیڈر سید علی گیلانی نے برہان کی شہادت پر لوگوں سے اپیل کی کہ وہ جوق در جوق اُن کے نماز جنازہ میں شرکت کریں اور جو لوگ ترال پہنچنے میں کامیاب نہ ہو جائیں وہ غائبانہ نمازِ جنازہ کا اہتمام کریں۔ایک اور بیان میں سید علی گیلانی نے شہید برہان وانی کو کشمیری قوم کا ہیرو قرار دیا۔حریت کانفرنس (ع) کے چیئرمین میرواعظ مولوی عمر فاروق نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ’’ہم اپنے ان نوجوان شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور اُن کی قربانیوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔‘‘ جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین محمد یاسین ملک نے برہان وانی کی شہادت پر کہا کہ ’’کشمیری قوم اپنے ان عظیم محسنوں کی قربانیوں کے مقروض ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ اُن کی شہادت قبول کرے۔‘‘ جماعت اسلامی جموں وکشمیر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ: ’’برہان کی شہادت سے تحریک حق خود ارادیت کی جدوجہد کو ایک نئی جہت ملی ہے۔‘‘ یہ کریڈٹ شہید برہان وانی کی عسکری زندگی اور شہادت دونوں کو جاتا ہے کہ اُنہوں نے مزاحمتی قیادت کی سوچ میں پھر سے یکسوئی پیدا کر دی ہے۔برہان نے عوامی سطح پر بھی عسکریت کو اس انداز سے متعارف کرایا کہ گزشتہ ادوار میں عسکریت پسندوں کی غلطیوں کی وجہ سے عوام میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی تھیں وہ بھی انہوں نے اپنے طرز عمل سے دور کر دی۔ شہر و دیہات لوگوں میں از خود عسکریت پسندوں کے تئیں ہمدردیاں پیدا ہوئی ہیں۔جس کی واضح مثال اُن کے نماز جنازوں کے مناظر ہیں اور دور دراز لوگوں کا عسکریت پسندوں کی شہادت پر سوگوار ہونا ہے۔برہان وانی نے اپنی مختصر زندگی میں کشمیر کاز کو ایک نئے رُخ پر ڈال دیا ہے۔

یہ کریڈٹ شہید برہان وانی کی عسکری زندگی اور شہادت دونوں کو جاتا ہے کہ اُنہوں نے مزاحمتی قیادت کی سوچ میں پھر سے یکسوئی پیدا کر دی ہے۔ برہان نے عوامی سطح پر بھی عسکریت کو اس انداز سے متعارف کرایا کہ گزشتہ ادوار میں عسکریت پسندوں کی غلطیوں کی وجہ سے عوام میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی تھیں وہ بھی انہوں نے اپنے طرز عمل سے دور کر دی۔شہر و دیہات لوگوں میں از خود عسکریت پسندوں کے تئیں ہمدردیاں پیدا ہوئی ہیں۔جس کی واضح مثال اُن کے نماز جنازوں کے مناظر ہیں اور دور دراز لوگوں کا عسکریت پسندوں کی شہادت پر سوگوار ہونا ہے۔برہان وانی نے اپنی مختصر زندگی میں کشمیر کاز کو ایک نئے رُخ پر ڈال دیا ہے

گزشتہ کچھ عرصے سے ہندوستانی ایجنسیاں اُس سرے کو تلاش کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں جہاں سے ریاست جموں وکشمیر کی نسل نو میں ’’شدت پسندی‘‘ کا جذبہ پیدا ہونا شروع ہوگیا۔اُن وجوہات کو ڈھونڈنے اور ٹٹولنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال میں لائے جا رہے ہیں۔مختلف دینی جماعتوں پر نظر رکھی جانے لگی ہے حالانکہ عام کشمیریوں کی نظر سے دیکھنے کی کوشش کرتے تو اُنہیں صاف طور پر اس سب کے لیے بھارت کی حکومتوں کی ہٹ دھرمیاں ذمہ دار نظر آتی۔ظلم زیادتیوں کی ایک حد ہوتی ہے، جب ظلم حد سے گزر جاتا ہے تو کمزور سے کمزور انسان بھی آخری چارۂ کار کے طور پر پلٹ وار کرتا ہے۔

برہانؒ شہید نے تحریک حق خود ارادیت کی جدوجہد میں کشش پیدا کی، اُنہوں نے نئی نسل میں حوصلہ، ہمت اور جواں مردی پیدا کی۔ آج جس چیز نے ہندوستانی ایجنسیوں اور پالیسی سازوں کے اوسان خطا کیے ہوئے ہیں وہ کشمیریوں کی نوجوان نسل، خواتین اور بچوں کا انکاونٹر والی جگہ پر بے خوف ہو کر سامنے آنا ہے۔یہ حوصلہ اور یہ جوش شہید برہان وانیؒ کے عسکری دور میں ہی پروان چڑھا ہے۔برہان شہید نے کشمیری قوم کی نفسیات کچھ اس طرح تبدیل کر دی ہے کہ اب یہاں مائیں اور والدین کے ساتھ ساتھ عزیز واقارب بھی شہادتوں پر فخر محسوس کرتے ہیں۔شہادت میں سحر انگیز کشش پیدا ہوئی ہے۔برہان شہید کی قربانی اور اخلاص نے اُنہیں تاریخ کا پہلا انسان بنا دیا جس کی نماز جنازہ ایک ہی دن میں ایک ہی جگہ پر پچاس مرتبہ ادا کی گئیں اور ہر نماز میں پانچ پانچ لاکھ سے زائد لوگ شریک ہوتے رہے۔ہزاروں مرتبہ شہر و دیہات میں اور بیرون ملک اُن کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھا گیا۔اُن کے ساتھ عوامی عقیدت کو دیکھتے ہوئے پاکستان میں بھی یہ جرأت پیدا ہوئی کہ اُنہوں نے کشمیر کی عسکری تحریک میں پہلی مرتبہ کسی عسکریت پسند کو عالمی فورم پر لیڈر رکھا۔دنیا نے بھی اُنہیں لیڈر تسلیم کر کے بھارت کے اُن ارمانوں پر پانی پھیر دیا جن کے تحت وہ کشمیریوں کی عسکری جدوجہد پر ’’دہشت گردی‘‘ کا لیبل چسپاں کرنے کے لئے رات دن ایک کر رہے تھے۔

شہید برہانؒ کو یہ بھی کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے ایک ایسے وقت میں مقامی نوجوانوں کو عسکریت کی جانب مائل کیا جب عسکریت کے سب سے بڑے حمایتی ملک پاکستان نے کشمیریوں کی عسکری سطح پر مدد کرنے سے قریب قریب ہاتھ کھینچ لیے تھے۔پرویز مشرف کے دورِ اقتدار سے ہی کشمیر کی عسکری تحریک کو سرحد پار سے سپورٹ ملنی بند ہوگئی۔مشرف کے بعد کی آنے والی عوامی حکومتوں نے بھی عالمی اور ملکی حالات کے پیش نظر مشرف کی عسکریت کے تئیں کشمیر پالیسی کو جاری رکھا۔

برہان شہید نے کشمیر میں مقامی نوجوانوں کو اپنی صفوں میں شامل کر کے اُنہیں مقامی طور پر ہی عسکری تربیت دے کر اس خیال کو غلط ثابت کردیا کہ کشمیر کی عسکری جدوجہد پاکستان کی حمایت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ برہان مظفر نے یہاں کی عسکری جدوجہد کو کلی طور پر مقامی بنادیا۔ برہان نے گزشتہ دس پندرہ برسوں کے دوران پہلی مرتبہ کشمیر میں مہمان جنگجوؤں کے مقابلے میں کشمیری نوجوانوں کی تعداد اس میدان میں زیادہ کردی۔ برہانؒ نے عسکریت کی لڑائی میدان جنگ سے زیادہ نفسیاتی طور پر لڑی ہے۔ پہلی مرتبہ وادی کشمیر میں مختلف فورسز ایجنسیوں کے اعصاب پر جنگجوؤں کا خوف طاری رہنے لگا تھا۔ المختصر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ برہانؒ مظفر وانی نے کشمیر کی عسکریت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے لیے اِسے Atractive بھی بنادیا ہے۔ اگر اُنہیں کشمیری نوجوانوں کے لیے جدید عسکریت کا موجد بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ریاست کے سابق وزیراعلیٰ عمر عبداللہ کے بقول جتنا کام بُرہان شہید نے زندہ ہو کر کیا تھا اُس سے کہیں زیادہ اب اِس دنیا سے چلے جانے کے بعد اُن کی قبر کرے گی۔ جس طرح سے اُن کی شہادت کے بعد فورسز اہلکاروں نے احتجاجی جلسوں اور جلوسوں کو کچلنے کے لیے طاقت کا بے تحاشا استعمال کر کے ظلم و زیادتی کے تمام سابقہ ریکارڈ مات دئے ہیں، اُس کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے اپنے عسکری ماہرین بھی کہتے ہیں کہ آنے والے وقت میں یہاں عسکریت کا گراف بڑھ جائے گا۔ بی ایس ایف کے سابق ڈی جی، ای این رام موہن نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ پیلٹ کا استعمال کر کے ہم کشمیر میں بہت ہی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے زخمی ہونے والے نوجوانوں کی دیکھ کر اب کشمیر میں ہزاروں نوجوان بندوق کی جانب مائل ہوں گے۔ برزلہ میں ایک پڑھے لکھے زخمی نوجوان بڑے ہی پتے کی بات کہی ہے کہ: ''یہاں ریاست جموں وکشمیر میں عسکریت کا گراف کم ہونے کے بعد ریاستی سرکار نے سیاسی قیادت کے دائرہ تنگ کیا ہے۔ حریت قائدین کو سیاسی سرگرمیاں انجام دینے سے باز رکھا جارہا ہے۔ اس پالیسی کو یہاں کی نوجوان نسل بخوبی سمجھ رہی ہے۔ ہم کیوں ہندوستان کی سیاسی عمل پر اعتبار کریں جبکہ ہمیں تجربہ ہے کہ اِن کی نیت کبھی بھی صحیح نہیں رہی ہے۔ اس لیے نوجوان نسل کے لیے عسکریت ہی واحد راستہ رہ جاتا ہے جس پر چل پر ہندوستان سے اپنی بات منوائی جاسکتی ہے۔ برہان کا راستہ ہی صحیح راستہ ہے۔'' یہ ایک زخمی نوجوان کے جذبات ہیں اور اِن جذبات کو دیکھتے ہوئے اچھی طرح سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مستقبل میں یہاں کی نوجوان نسل کا انتخاب کس راستے کا ہوگا۔ کشمیری قوم اپنے قومی ہیرو شہید برہان مظفر وانی کی مرہونِ منت رہے گی کیونکہ یہی وہ ہستی ہے جس نے یہاں مایوسیوں میں اُمید کا چراغ روشن کیا، جس نے گری ہوئی قوم کو سنبھلنے کا سلیقہ سکھادیا، جس نے باطل کی مرعوبیت سے نکال کر یہاں کی نوجوان نسل کو حق کی آبیاری کے لیے جان نچھاور کرنے کا سبق دیا۔ اللہ تعالیٰ شہید موصوف کے سئیات کو درگزر فرما کر اُن کے حسنات کو قبول کرے۔ آمین۔

> برہانؒ شہید نے تحریک حق خود ارادیت کی جدوجہد میں کشش پیدا کی، اُنہوں نے نئی نسل میں حوصلہ، ہمت اور جواں مردی پیدا کی۔ آج جس چیز نے ہندوستانی ایجنسیوں اور پالیسی سازوں کے اوساں خطا کیے ہوئے ہیں وہ کشمیریوں کی نوجوان نسل، خواتین اور بچوں کا انکاونٹر والی جگہ پر بے خوف ہو کر سامنے آنا ہے۔ یہ حوصلہ اور یہ جوش شہید برہان وانیؒ کے عسکری دور میں میں پروان چڑھا ہے۔ برہان شہید نے کشمیری قوم کی نفسیات کچھ اس طرح تبدیل کردی ہے کہ اب یہاں مائیں اور والدین کے ساتھ ساتھ عزیز و اقارب بھی شہادتوں پر فکر محسوس کرتے ہیں۔ شہادت میں سحر انگیز کشش پیدا ہوئی ہے۔ برہان شہید کی قربانی اور اخلاص نے اُنہیں تاریخ کا پہلا انسان بنادیا جس کی نماز جنازہ ایک ہی دن میں ایک ہی جگہ پر پچاس مرتبہ ادا کی گئیں اور ہر نماز میں پانچ پانچ لاکھ سے زائد لوگ شریک ہوتے رہے۔ ہزاروں مرتبہ شہرو دیہات میں اور بیرون ملک اُن کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھا گیا

شہید کمانڈر برہان وانی رح

صریر خالد

حزب المجاہدین کے ساتھ ساتھ خود تحریکِ کشمیر کی پہچان بن چکے کمانڈر بُرہان وانی کے گزشتہ سال مارے جانے پر ایک تحریر کا اختتام راقم نے کچھ اس طرح کیا تھا’’ برسوں تک نہ جانے کہاں غائب رہ کر لاکھوں فوج کو تگنی کا ناچ نچاتے رہے بُرہان وانی سے کہیں زیادہ آج اپنی قبر کا واضح پتہ رکھنے والے اور اب کے بعد کبھی فرار نہ ہو پانے والے بُرہان وانی نئی دلی کے لئے زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں‘‘۔

انڈین ایکسپریس نے انکشاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وزارت نے سرکاری فورسز اور دیگر متعلقہ محکموں کے لئے ہدایت جاری کردی ہے کہ وہ تحریری رابطے کے دوران بُرہان وانی کا نام نہ لکھیں بلکہ اُن (بُرہان) کے تذکرہ کی ضرورت پڑنے پر’’ 8 جولائی کو مارے گئے تین جنگجو‘‘ لکھا کریں۔ ایسا کرکے بھارت بُرہان وانی اور اُنکے’’ مقصد‘‘ کی شہرت کو روکنے کی کوشش کررہا ہے۔ تاہم غور کیا جائے تو اس طرح کے فرمان کی اجرائیگی خود اپنے آپ میں اس بات کی گواہی ہے کہ بُرہان وانی قبر میں سوئے ہونے کے باوجود بھی بھارت کے زندہ حکمرانوں کی نینداُڑائے ہوئے ہیں۔

حالانکہ بُرہان وانی جنگجو بننے کے بعد اتنا ہی جئے کہ جتنا کسی بھی گوریلا شخص کی زیادہ سے زیادہ عمر کا تخمینہ ماہرین نے لگایا ہوا ہے۔ خود بھارتی فوج اور دیگر متعلقہ ایجنسیوں کا اندازہ ہے کہ کشمیر میں کسی بھی گوریلا شخص کی قسمت اچھی ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ چھ سال تک کی مہلت پاسکتا ہے، بُرہان وانی کو بھی اتنی ہی مہلت ملی کہ 2010 میں بندوق اُٹھانے کے بعد 2016 میں اُنہیں ایک پُر اسرار اور مختصر’’ جھڑپ‘‘ میں مار گرایا گیا۔ وہ البتہ چھ سال کے اس مختصر عرصہ میں بھارت اور اسکی ایجنسیوں کو اس حد تک تنگ کرچکے تھے کہ جسکا اعتراف خود بھارت کے بڑے بڑے کرچکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قدر ’’بڑی پریشانی‘‘ کو ختم کرکے بھارت سکون محسوس کرتا لیکن بُرہان کو قبر میں سلادینے میں کامیابی پانے کے باوجود بھی پتہ چلا کہ بھارت کے ہاتھ جیسے کچھ بھی نہیں لگا ہے کیونکہ باغی کے بطور اپنی مختصر زندگی میں بُرہان وہ سب کرچکے تھے کہ جسے مٹانے کیلئے کسی بھی طاقت کو کئی کئی جنم لینے کی ضرورت درپیش رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف بُرہان وانی مارے گئے تو دوسری طرف خود بھارت کے کئی صحافی اور دانشور وضاحت کے

ساتھ یہ سوال بھی پوچھنے لگے تھے کہ کہیں زندہ بُرہان شہید بُرہان سے کم خطرناک تو نہیں تھے اور کہیں اُنہیں مار گرا کر بارود کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کے جیسی غلطی تو نہیں ہوئی ہے؟۔

بُرہان وانی جموں کشمیر کے پہلے جنگجو تھے اور نہ جرأت و شجاعت میں لاثانی بلکہ تیس سال کی تحریک کے دوران سرزمین کشمیر نے ایک سے بڑھکر ایک جوانوں کو اُبھرتے اور پھر شان سے جان نچھاور کرتے دیکھا لیکن جس طرح اس کمسن کمانڈر نے جموں کشمیر میں جنگجوئیت کو ایک نئی طرح دیکر اس میں کئی نئی چیزیں متعارف کرائیں اُنہوں نے ایک طرف اُنکی غیر معمولی صلاحیتوں کا پتہ دیا ہے تو دوسری جانب اُنہیں خود اپنی زندگی میں ہی کئی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہیئے کہ بُرہان نے بندوق اُٹھا کر سب سے پہلے حزب المجاہدین کے بقاء کی جنگ لڑی اور اسے شاندار طریقے سے جیت بھی لیا۔ حزب، جو جموں کشمیر میں جنگجوئیت کے آغاز سے ہی مختلف وجوہات کیلئے، سب سے بڑی عسکری تنظیم ہونے کا اعزاز لئے ہوئے ہے، تب یقیناً اپنے شباب پر نہیں تھی بلکہ اسے کئی طرح کے مسائل کا سامنا تھا۔ چنانچہ امریکہ سے پاکستان تک کے حالات کی وجہ سے جموں وکشمیر میں عسکریت بہت حد تک دم توڑ چکی تھی بلکہ اسکا گلہ دبا دیا گیا تھا۔ یہ بات بھی بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ عسکریت کے ایک آپشن ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بھی کہیں سراً تو کہیں جہراً بحثیں ہورہی تھیں اور بھارت کے پالیسی ساز مقامی سیاسی جوکروں کی وساطت سے یہ باور کرانے میں بہت حد تک کامیاب ہوچکے تھے کہ عسکریت ایک سعی لاحاصل ہے اور اس سے کسی نتیجے کی اُمید نہیں کی جاسکتی ہے۔

حالانکہ اس بات کا تذکرہ بے جا سا لگتا ہے کہ بُرہان وانی ایک کھاتے پیتے گھرانے کے نٹ کھٹ لاڈلے سے جنگل جنگل گھومنے والے جنگجو کیسے بنے کیونکہ اُنکی شہرت و مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ بس نام ہی کافی والا مقولہ صادق آتا ہے۔ تاہم وہ 2010 کی عوامی تحریک کی پیداوار تھے کہ جب اُنہیں اُنکے بھائی خالد، جنہیں بعدازاں فوج نے نہ جانے کیوں مار ڈالا اور پھر اُنہیں جنگجو قرار دینے کی ناکام کوشش بھی کی تھی، کے سمیت فورسز کی ایک ٹکڑی نے ناحق ذلیل کیا اور اُنکے بھائی کی

مار پیٹ کی تھی جسکے فوری بعد وہ ایک شوخ کرکٹر اور طالب علم سے مطلوب ترین جنگجو ہوگئے تھے۔ اُنکے والد مظفر احمد وانی نے ایک انٹرویو میں، یہ پوچھے جانے پر کہ زیادتیاں تو یہاں سب کے ساتھ ہوتی ہیں مگر وہ سب جنگجو بھی تو نہیں بن جاتے ہیں، یہ بڑی دلچسپ بات کہی تھی کہ ’’آپ کی غیرت پر منحصر ہے آپ کتنا (ظلم) برداشت کرسکتے ہیں‘‘۔

خود سرکاری ایجنسیاں اعتراف کرچکی ہیں کہ بُرہان اور اُنکی کمان میں صف بندی کرچکے پڑھے لکھے نوجوان 2010ء کی تحریک سے متاثر بلکہ مایوس ہوکر بندوق تھام چکے ہیں۔ جس وقت بُرہان نے 16سال کی عمر میں بندوق اُٹھائی تھی جموں کشمیر میں جنگجوئیت کا تقریباً جنازہ نکل چکا تھا۔ گوکہ بھارت مخالف عسکری تحریک شروع ہونے کے بعد سے اگرچہ جنگجوئیت کے ختم ہونے کا کبھی باضابطہ اعلان نہیں ہوا ہے لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب بُرہان نے بندوق تھامی تھی اُسوقت اس بات کو تقریباً ایک حقیقت کے بطور تسلیم کیا جاچکا تھا کہ اب بندوق کا کوئی رول نہیں رہا ہے یا پھر کشمیر میں شائد کوئی بندوق اُٹھانے پر آمادہ نہیں ہے۔ ایسے میں عسکری تنظیموں کیلئے مقامی نوجوانوں کو بھرتی ہونے پر آمادہ کرنا یقیناً ناممکنات کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ لیکن بُرہان وانی نے منظر پر آکر سب سے پہلے تنظیم کی گویا نئی صف بندی کی اور پھر خود عسکریت کو ایسے نئے اوتار میں پیش کیا کہ وہ سرکاری ایجنسیوں کے لئے کشمیر میں عسکریت کا چہرہ بننے کے ساتھ ساتھ یہاں کے لوگوں کی اُمیدوں کا مرکز ٹھہرے۔

2015ء میں جب اُنہوں نے سماجی رابطے کی ویب سائٹوں پر وہ 11 لڑکوں کی تاریخی تصویر جاری کی تو گویا کشمیر کی تاریخ میں ایک نیا باب جُڑ گیا اور ایک نئی شروعات کا اعلان ہوگیا۔ ہاتھوں میں کلاشنکوف تھامے، فوجی وردی میں ملبوس ان گیارہ خوبرو جنگجوؤں کے بیچ میں بُرہان دکھائی دیتے تھے اور ان سبھی کے چہروں پر اس حد تک اطمینان ظاہر تھا کہ جیسے وہ معرکہ سر کر گئے ہوں۔

مٹھی بھر نوجوانوں، تھوڑے سے تجربے، انتہائی قلیل ذرائع و وسائل، کٹھن حالات، ایل او سی کے تقریباً ناقابل عبور ہونے اور ان جیسے مسائل کے باوجود برہان وانی نے کس طرح مٹھی بھر نوجوانوں کو بھارت کی بھاری بھرکم فوج کے سامنے یوں سامنے کردیا کہ جیسے وہ بھی برابر کی فوج رکھتے ہوں، اس بات کیلئے اُنہیں تاریخ ہمیشہ یاد کرے گی۔ کشمیری جنگجوؤں کی جانب سے اپنے اصل نام کی جگہ عرفیت یا کُنیت کے استعمال اور نقاب کے پیچھے چھپنے جیسی روایات کو توڑ کر برہان وانی نے جس طرح اپنے نام اور اپنی شکل کو استعمال کیا اس نے ایک طرف نوجوانوں کو راغب کیا تو دوسری جانب یہ اعلان ہوا کہ کشمیری نوجوان کسی کے بہکاوے میں آکر یا حادثاتی طور اس راستے پر نہیں جا رہے ہیں بلکہ یہ اُنکا بحواسِ خمسہ لیا ہوا فیصلہ ہے۔

2008ء اور پھر 2010ء میں سرکاری فورسز کی غنڈہ گردی میں قریب دو سو لوگوں کے قتل اور معاملات کے کسی حد تک ٹھنڈا ہونے کے بعد بھارتی قیادت نے جس طرح مسئلہ کشمیر اور کشمیریوں کی خواہشات و احساسات کے تئیں آزمودہ بے حسی کو جاری رکھا اُس نے بُرہان کے ’’انتخاب‘‘ کو درست ٹھہرایا اور پھر اُن کے مارے جانے پر کشمیر میں لگی آگ نے بہ الفاظِ دیگر اور بہ آوازِ بلند واضح کیا کہ مذاکراتی سلسلے کے مذاق، نئی دلی کی بے حسی، نیشنل کانفرنس اور پی ڈی پی جیسی نام نہاد کشمیری پارٹیوں کے عشقِ اقتدار اور استحصالی سیاست سے مایوس کشمیری بُرہان اور اُنکے مٹھی بھر جنگجوؤں کو آخری اُمید کی طرح دیکھتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ بُرہان کو جس درجے سے سیاست سے مایوس کشمیریوں نے الوداع کہا وہ اپنے آپ میں کسی ریفرنڈم سے کم نہیں تھا۔

جموں کشمیر میں بھارت مخالف عسکریت اب قریب تیس سال پُرانی ہوگئی ہے اور اس دوران ہم نے اشفاق مجید وانی سے لیکر شمس الحق، مقبول الٰہی سے لیکر اشرف ڈار یا علی محمد ڈار تک اور ناصر الاسلام سے لیکر ندیم خطیب تک ایک سے ایک نامور، جری، پڑھے لکھے اور کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ عسکری کمانڈروں کو بھارتی فورسز سے لوہا لیتے ہوئے مارے جاتے دیکھا ہے مگر بُرہان کے مارے جانے کے خلاف ردِ عمل الگ بھی تھا، حیران کن بھی اور مختلف بھی۔ ویسے تو حُریت کانفرنس نے برہان کے مارے جانے کے خلاف فوری طور ایک روزہ ہڑتال کی کال دی تھی، لیکن جو حالات برہان کے مارے جانے کے بعد سے وادیٔ کشمیر کو اپنی گرفت میں لے چکے وہ اتنے الگ اور اچانک تھے کہ جس کا شائد ہی، سرکاری ایجنسیوں کے سمیت، کسی کو موہوم سا اندازہ بھی رہا ہوگا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بُرہان کا مارا جانا ایک طرف سے خود سرکاری ایجنسیوں کیلئے ناقابلِ یقین سا تھا اور دوسری طرف اس نوجوان بلکہ کمسن کمانڈر کی شہرت کا عالم یہ کہ سرکاری ایجنسیاں اپنے اس ناقابلِ یقین کارنامے پر پوری طرح سے جشن بھی نہیں منا پاسکیں بلکہ ٹیلی ویژن پر ایک اہم پولیس افسر کو یوں بات کرتے دیکھا گیا کہ جیسے وہ بُرہان جیسے ہر دلعزیز کمانڈر کے مارے جانے کو جوازیت بخشنے کیلئے خود کو مشکل میں پا رہے تھے۔ سرکاری اہلکار تو برہان جیسے بڑے خطرے کو ’’ٹالنے‘‘ پر اپنے چہروں پر فاتحانہ مسکراہٹ سجانے کی بجائے ’’افسوس‘‘ کے تاثرات چھپانے میں ناکام ہوہی رہے تھے خود وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی کو یہ بیان دینا پڑا کہ اُنہیں اس آپریشن کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔ یعنی عوامی ردِ عمل کو دیکھتے ہوئے وہ بہ الفاظِ دیگر یہ کہنا چاہتی تھیں ’’لوگو! اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں آپ کے ہر دلعزیز کمانڈر کو نہیں مرواتی‘‘۔ دوسری جانب سینوں کو ہدف بنا کر برس رہی گولیوں کی پرواہ کئے بغیر احتجاج کرنے والے ہزاروں لوگوں کی صداؤں، خفیہ ایجنسیوں کے کیمرہ اور بدنام زمانہ ٹاسک فورس کی نظروں میں آکر تباہ کر دئے جانے کے ڈر سے بے پرواہ ہوکر ہزاروں بلکہ لاکھوں نوجوانوں کے بُرہان اور اُنکے ’’مشن‘‘ کے ساتھ کھلے عام وابستگی جتلانا...... وہ دیدنی بھی تھا اور معنی خیز بھی۔

بُرہان وانی عید کے ماحول میں مارے گئے تھے، کیا پتہ کہ سرکاری ایجنسیوں نے یہ وقت یہ سوچ کر بھی چُن لیا ہو کہ عوام عید میں مست رہیں گے اور معاملہ آیا گیا ہو جائے گا۔ وادی کے مسلمان سال میں آنے والی دونوں عیدوں پر کئی دنوں تک یوں گنتے رہتے ہیں ’’آج گیارہویں، بارہویں.... عید‘‘ ہے یعنی کئی دنوں تک خوشی کا ماحول رہتا ہے جبکہ پہلے تین دن پوری طرح سے عید منائی جاتی ہے۔

میں عید کے سلسلے میں اپنے ایک رشتہ دار کے گھر گیا ہوا تھا جہاں دیکھتے ہی دیکھتے اور بھی رشتہ دار آنے لگے اور میزبان نئے آنے والوں کے ساتھ مصروف ہوگئے۔ اس دوران پاس کی مسجد سے مغرب کی اذان سُنی گئی اور یہ سوچ کر کہ جب تک میزبان دوسرے مہمانوں کے ساتھ مصروف رہتے ہیں، میں مغرب کی نماز پڑھ کے آتا ہوں، میں مسجد چلا گیا۔ میرے پیچھے پیچھے میرے میزبان کے اور مہمان بھی مسجد کو ہولئے اور ہم نے سکون کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ حالانکہ پانچ رکعت کی نماز میں بہت زیادہ وقت بھی نہیں لگا لیکن جب تک ہم مسجد سے باہر آکر پھر سے اپنے میزبان کے یہاں پہنچ گئے ایسا لگا کہ جیسے دُنیا ہی بدل گئی ہو۔ میزبان کے یہاں ایک لڑکی کو ہاتھ میں اپنا سمارٹ فون لئے میں نے انتہائی بے چینی اور تذبذب کے ساتھ یوں سیڑھوں پر بیٹھے پایا کہ جیسے کوئی فقیر بھیک مانگنے آیا ہو۔ جونہی گھر کا مرکزی پھاٹک کھولا، وہ میری طرف انتہائی مضطرب حالت میں لپک کے بولیں ''بُرہان انکاؤنٹر میں پھنس گیا ہے، خالد شہید ہوگیا ہے اور بُرہان ایک اور ساتھی سمیت محصور ہے، یہ کیسے ہوگیا، ایسا کیسے ہوسکتا ہے، اے اللہ بچا اُسے، وہ تو...... ''۔ وہ کچھ اس طرح بول رہی تھیں کہ جیسے اُنکی بُرہان اور اُنکے ساتھیوں کے ساتھ شناسائی ہو بلکہ جیسے وہ خود اُنکا اپنا بھائی ہو کہ جو ابھی کوئی بہانہ کر کے گھر سے گیا ہو۔ حالانکہ میں سرینگر میں تھا جہاں سے بُرہان کا ترال میں واقع گھر قریب پچاس کلومیٹر اور انکاؤنٹر کی جگہ لگ بھگ سوا سو کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اور میرے میزبان کی لڑکی اور بُرہان کا آپس میں کوئی رشتہ بھی نہیں ہے۔ میں حیران ہورہا تھا کہ یکایک سبھی میزبانوں اور مہمانوں کی ہچکیاں بندھ گئیں اور اسکے ساتھ ہی میں نے باہر سے بلند ہوتی صدائیں سُنیں جنکے بارے میں بعدازاں معلوم ہوا کہ یہ بُرہان کے مارے جانے کے خلاف نکلے جلوسوں میں ہورہی نعرہ بازی کی تھیں۔ گوکہ میں اُسی راستے سے گھر لوٹ رہا تھا کہ جس راستے سے میں اپنے رشتہ داروں کو عید کی مبارکباد دینے آیا تھا لیکن نہ جانے سب کچھ بدل سا کیوں گیا تھا اور پورا ماحول الگ اور مختلف کیوں لگ رہا تھا۔ کئی جگہوں پر بلکہ جگہ جگہ پر مضطرب نوجوانوں کی ٹولیاں تھیں جو ایک طرف ٹریفک روک رہی تھیں اور دوسری جانب ''ہم کیا چاہتے، آزادی''، ''تم کتنے بُرہان ماروگے، ہر گھر سے بُرہان نکلے گا''، ''بُرہان تیرے خون سے، انقلاب آئے گا'' اور ''بھارت تیری موت آئی، حزب (المجاہدین) آئی، حزب آئی'' کے جیسے جذباتی نعرے لگا رہی تھیں۔

اس ''معرکہ'' کے شروع ہونے کے فوری بعد پولیس نے ایک چارپائی پر ٹھنڈے پڑے بُرہان کی خون میں لت پت نعش کی تصویر انٹرنیٹ پر جاری کر کے شائد اپنی ''فتح'' کا اعلان کرنا چاہا تھا لیکن اس نے بھوسے میں ایک چنگاری کا کام کر کے آن کی آن میں جنگل میں آگ لگا دی۔ سرکاری انتظامیہ نے اپنے آزمودہ ہتھیار کو حرکت میں لاتے ہوئے انٹرنیٹ اور ٹیلی فون کو بند کرنے کے علاوہ سرینگر کے بیشتر علاقوں میں کرفیو لگا دیا اور جنوبی کشمیر میں بھی پہرے بٹھادئے۔ معاملہ مگر عشق کا ثابت ہوا اور یہ بات تاریخ کے اوراق میں پھر محفوظ ہوگئی کہ عاشقوں کے سامنے پہاڑ بھی روئی کے دانے ہوجاتے ہیں۔

سنیچر کی صبح کو میں ایک اور ساتھی کے سمیت بُرہان کے آخری سفر کا شاہد بننے کے لئے موٹر سائیکل پر سوار ترال کی جانب نکلا، راستے میں ایک عجیب خوف تھا، ہم دو لوگوں کے سوا آگے پیچھے کہیں کوئی نہیں تھا یہاں تک کہ ہم جموں سرینگر شاہراہ پر واقع پانپور قصبہ میں داخل ہونے لگے۔ یہاں پژمردہ چہروں کے ساتھ سینکڑوں نوجوان بکھرے پڑے تھے، آگے پہنچنے پر ہم نے دیکھا کہ بھارتی فورسز نے ایمبولنس گاڑیوں کو روک کر ان میں سے کئی زخمیوں کو نیچے اُتارا تھا اور اُنکی مارپیٹ کئے جانے کے علاوہ اُنہیں سنگباز نوجوانوں کے سامنے انسانی ڈھال بنا کر استعمال کیا جارہا تھا۔ یہاں ماحول اس قدر خوفناک تھا کہ لوگوں نے ہمیں ترال نہ جانے کی صلاح دی اور کہا کہ فورسز بے قابو ہوچکی ہیں اور وہ لوگوں کو پکڑ کر انسانی ڈھال کی طرح استعمال کرتی ہیں۔ ہاتھوں میں پتھر لئے ہوئے مگر کئی زخمیوں کے فورسز کی تحویل میں ہونے کی وجہ سے خاموش ان نوجوانوں میں سے کئی ایک نے بتایا ''بُرہان نے تو ہماری کمر توڑ دی ہے، اُسکا مشن نہیں رُکے گا لیکن ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہمارا سہارا کھو گیا''۔ سرینگر سے پانپور تک جہاں بھی دیکھا ایک غم، دکھ اور مایوسی مشترکہ تھی۔ ایسا لگا کہ جیسے سبھی لوگ ''بُرہان کے رشتے میں'' ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ پانپور میں پتہ چلا کہ بُرہان کے مارے جانے کے فوری بعد سرینگر سے کم از کم دو سو گاڑیوں میں سوار ہوکر لوگ راتوں رات ترال پہنچ گئے تھے تاکہ اس نوجوان بلکہ کمسن کمانڈر کو مرکر ہی سہی کم از کم ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھ پائیں۔ پانپور میں نوجوانوں نے بتایا کہ بڈگام ضلع کے چاڈورہ قصبہ سے تین چھوٹی بچیاں پا پیادہ چل کر یہ کہتے ہوئے ترال کے لئے یہاں سے گزری ہیں کہ وہ ''بُرہان بھیا'' کو ایک بار دیکھنے کی تمنا رکھتی ہیں۔ یہ واقعہ سُناتے ہوئے ایک نوجوان کی آنکھ بھر آئی اور ایک آہ کے ساتھ اُنہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ''سب ختم ہوگیا، ہمارا سہارا ختم ہوگیا''۔

وقت رہتے ہوئے ترال پہنچنے میں کامیاب رہے، صحافی دوستوں کی لکھی، بتائی اور تصویروں کی زبانی بتائی ہوئی کہانیوں کے مطابق تمام تر پابندیوں کے باوجود بھی کم از کم زائد از ایک لاکھ لوگوں نے بُرہان کے جنازے میں شرکت کی اور تقریباً پچاس الگ الگ جلوسوں نے اُنکا جنازہ پڑھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بُرہان کی نعش کو اُسوقت قبر میں ڈالتے ڈالتے واپس نکالا گیا کہ جب کہیں سے آئے ایک جلوس میں شامل لوگوں نے انتہائی جذباتی ہوکر اپنے ہیرو کا چہرہ دیکھے بغیر یہاں سے جانے سے انکار کر دیا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ ترال پہنچے ان سوگواروں میں آس پاس کے علاقوں کے علاوہ، بانہال، کپوارہ، پہلگام، کوکرناگ، سرینگر اور دیگر دور دراز علاقوں سے آئے بہت لوگ شامل تھے۔ پھر اس واقعہ کے اگلے چھ ماہ تک کا کشمیر کیسا تھا، یہ کوئی کہنے کی بات نہیں ہے۔۔۔ تاریخ کی طویل ترین ہڑتال اور سرکاری فورسز کی جانب سے لوگوں کو اجتماعی طور اندھا کردئے جانے کی مثالیں۔

بُرہان وانی کی اُس تاریخی تصویر میں شامل رہے گیارہ میں سے اب فقط ایک، صدام پڈر ہی زندہ ہیں لیکن آج کی تاریخ میں اُس طرح کی روز ہی کئی کئی تصاویر سامنے آتی ہیں۔ خود سرکاری ایجنسیوں کو اعتراف ہے کہ عسکریت پسندوں کو اسلحہ کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے نہ کہ اسلحہ اُٹھانے والوں کا۔ چنانچہ یہ

سب بُرہان وانی کے بوئے ہوئے بیجوں کی کھیتی ہے۔جس طرح بُرہان وانی نے جموں وکشمیر میں جنگجوئیت کو ایک نئی طرح دیکر اس میں کئی نئی چیزیں متعارف کرائیں، ٹھیک اُسی طرح اُنکے مارے جانے کے بعد عام کشمیریوں نے بھی گویا پوری جدوجہد کو ایک نئی طرح دی اور کئی نئی چیزیں اپنائی ہیں۔ایک زمانہ وہ تھا کہ جب کشمیر میں کہیں عسکریت پسندوں اور سرکاری فورسز کی جھڑپ ہوتی، علاقے کے لوگ کوسوں دور چلے جاتے جبکہ آج کی صورتحال یہ ہے کہ سرکاری انتظامیہ کو لوگوں کو جھڑپوں کی جگہوں سے دور رکھنے کیلئے کیا کیا جتن کرنا پڑتے ہیں بلکہ بھارتی فوج کے چیف جنرل بپن راوت برملا طور اعتراف کر چکے ہیں کہ عام لوگوں کی جانب سے محصور جنگجوؤں کی مدد کو آنا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔حالانکہ اُنہوں نے جھڑپ کی جگہ پہنچنے والے سبھی لوگوں کو ''اپر گراونڈ ورکر'' تصور کر کے گویا اُنہیں مار ڈالنے کی راست دھمکی بھی دی تھی اور پھر مختلف انکاؤنٹروں کے دوران ہوئے احتجاجی مظاہروں میں قریب نصف درجن عام لوگوں کو مار بھی ڈالا گیا لیکن انکا یہ چیلنج برقرار بھی ہے اور بڑھتا بھی جا رہا ہے۔دو ایک مہینے پہلے اس بات نے خود بھارتی ایجنسیوں کو بھی سکتے میں ڈالا تھا کہ کپوارہ، جہاں کے لوگ ہمیشہ فوج کی نظروں میں رہتے ہیں اور جنکے روزگار کا انحصار بہت حد تک فوج کی مزدوری پر ہے، میں لوگوں نے ایک معرکہ میں مارے گئے عسکری جوان کی نعش حاصل کرنے کے لئے اس حد تک ہلہ کیا کہ فوج نے ایک بزرگ شہری کو گولی مار کر جاں بحق کر دیا۔

حاصل کلام یہ کہ بُرہان وانی نے جموں وکشمیر میں بھارت کی ہٹ دھرمی، ضد، اسکے بات چیت کی ضرورت تک محسوس نہ کرنے اور اس طرح کی دیگر چیزوں سے مایوس لوگوں کے سامنے عسکریت کو ایک آپشن کی ہی طرح نہیں منوایا ہے بلکہ بعض لوگوں کو یہاں تک باور کرایا ہے کہ یہی ایک راستہ ہے۔ لوگوں نے اُنہیں آخری اُمید کی طرح لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ آج بھی کہیں عسکریت پسندوں کے محاصرے میں آنے کی شہ پاتے ہی دیوانہ وار اُنکی ڈھال بن کر کھڑا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس بات سے انکار ممکن ہی نہیں ہے کہ نوے کی دہائی کے مقابلے میں آج عسکریت پسندوں کی تعداد گننے کے لائق بھی نہیں ہے لیکن یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ جو سب تب کے ہزاروں نوجوانوں سے ممکن نہ ہوسکا تھا ''بُرہان ڈاکٹرین'' کے ذریعہ اُس سے بڑھکر محض مٹھی بھر نوجوانوں سے ممکن ہو رہا ہے۔ بھارت کی ساری فوج اور سبھی ایجنسیاں گنتی کے ان چند نوجوانوں، سرکاری ذرائع کے مطابق سوا سو کے قریب کی وجہ سے سرگرداں پھر رہی ہیں یہاں تک کہ جنوبی کشمیر میں دس سال کے بعد پھر سے فوجی چھاؤنیاں قائم کی جا رہی ہیں کہ جنہیں اس علاقے کے ''عسکریت سے پاک'' ہونے پر ہٹا دیا گیا تھا۔ یہ بُرہان وانی کا مسئلہ کشمیر کے حوالے سے بدلا ہوا بیانیہ ہی ہے کہ جس نے پاکستان کو پہلی بار ''اخلاقی، سیاسی، سفارتی'' رٹ سے آگے بڑھتے ہوئے اقوام متحدہ تک میں بُرہان کو ''ینگ کشمیری لیڈر'' کہہ کر پہلی بار جموں وکشمیر میں جاری مسلح جدوجہد کو اعتبار بخشنے کی ہمت دی۔

بُرہان نے دراصل بھارت کو ایک ایسے دائرے میں پھنسا دیا ہے کہ جہاں سے وہ نکلنے کا راستہ ہی تلاش نہیں کر پا رہا ہے۔ چنانچہ بُرہان ہی کی وجہ سے یہاں مذاکرات کے نام پر ہوتی رہی وقت کھپائی پر سے لوگوں کا بھروسہ اُٹھ گیا اور ''اعتدال پسندوں'' کو بے بس کر دیا کہ جو نام نہاد مذاکرات کے نام پر بھارت کے لئے استعمال ہو کر اسے Engaged ہونے کا دعویٰ کرنے کا موقعہ دیتے تھے۔ یہ شائد چھوٹا منہ بڑی بات والا معاملہ ہوگا کہ بھارت آج بھی ''بُرہان ڈاکٹرین'' کا شکار ہے کہ وہ جتنا زیادہ طاقت کا استعمال کرے گا، کشمیریوں کو پاکستان و افغانستان سے یا کہیں بخارا و سمرقند سے کسی ابنِ قاسم کا انتظار نہیں کرنا ہے بلکہ انہیں اپنی ہی گلیوں میں سے بُرہان نکلتے ملیں گے۔ پھر بھارت Carrot Stick کہانی میں سے فقط اِسٹک ہی اُٹھائے ہوئے ہے اور دوسری جانب اسکے ٹیلی ویژن چینل اپنے اسٹیڈیوز میں نفرت کی جو جنگ چھیڑے ہوئے ہیں، اُس سے بُرہان کے بوئے ہوئے بیجوں کی آبیاری ہوتی جا رہی ہے۔

یہ بات الگ ہے کہ اُنکا اپنا دامن داغدار ہے اور اُنکے اس طرح کے بیانات سیاسی روٹیاں سینکنے کی کوشش ہے، لیکن عمر عبداللہ کے منہ سے نکلے اس بیان کی حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ بُرہان کی شکل میں کشمیریوں کو نیا آئیکن (Icon) مل گیا ہے اور اُنکی قبر مزید جنگجوؤں کو جنم دے سکتی ہے۔ یہ بیان اُنہوں نے بُرہان کے مارے جانے کے بعد ہی دیا تھا۔ سابق ملٹری کمانڈر جنرل حسنین نے بھی کچھ اسی طرح کے خدشات کا اظہار کیا تھا بلکہ سچ یہ ہے کہ اس طرح کی کھلی اور آسانی سے سمجھے جانے والی باتوں کے لئے کسی سیاسی پارٹی کا لیڈر یا ملٹری کمانڈر ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس ہیرو کے آخری دیدار کے لئے لاکھوں لوگ بے تحاشا چل رہی گولیوں سے بے پرواہ ہوں اور گولیاں کھانے کے بعد جو لوگ اسپتالوں کی دیواروں پر اپنے خون سے کچھ یوں لکھ رہے ہوں ''بُرہان بھائی آپ شہید ہوگئے، ہمیں کس کے سہارے چھوڑ دیا''، وہ کس طرح اس ہیرو کو زندہ رکھنے اور اسکے ساتھ جُڑے رہنے کی کوشش کرینگے، سال بھر میں اس بات کا اندازہ ہو بھی گیا ہے کہ کشمیری عوام بُرہان وانی کو آئیکن مانتے ہیں اور پھر آئیکن کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ جسمانی طور اپنے مداحوں کے درمیان بھی ہوں!!!

☆☆☆

موت العالم ۔۔موت العالم

محمد رضی الاسلام ندوی

آہ، مولانا محمد فاروق خاں کی اچانک وفات کی اطلاع کتنی اذیت ناک ہے۔29 جون2023 کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔-مولانا کا قیام عرصہ سے مرکز جماعت اسلامی ہند نئی دہلی میں تھا-معلوم ہوا کہ وہ آج ہی اپنے صاحب زادے برادر مکرم طارق انور خاں اور ان کے بچوں کے ساتھ عید الاضحیٰ منانے کے لیے لکھنؤ تشریف لے گئے تھے-میں بھی اپنے وطن آیا ہوا ہوں-افسوس کہ میں ان کے جنازے میں شرکت سے محروم رہوں گا-

مولانا فاروق خاں جماعت کے ان اکابر میں سے ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی تحریک اسلامی کے لیے وقف کردی تھی - وفات کے وقت ان کی عمر 90 برس تھی - ان کا وطن ریاست اتر پردیش کا ضلع سلطان پور تھا - وہ1956 میں جماعت اسلامی ہند سے وابستہ ہوئے تھے - اس وقت سے زندگی کی آخری سانس تک انھوں نے اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ نچوڑ کر تحریک کی آبیاری کی-

مولانا کا اوّلین تعارف 'شیدائے قرآن' کا ہے- انھوں نے متعدد پہلوؤں سے قرآن مجید کی خدمت کی ہے-

سب سے پہلے انھوں نے جناب ابو سلیم محمد عبد الحی بانی ادارہ الحسنات رام پور کے کہنے پر اس کا ہندی ترجمہ کیا-یہ کام انھوں نے مولانا امانت اللہ اصلاحی اور مولانا صدر الدین اصلاحی کی نگرانی میں انجام دیا-یہ ترجمہ مکتبہ الحسنات سے برابر شائع ہو رہا ہے اور ہندی کے مقبول ترجموں میں سے ہے - پھر انھوں نے مولانا سید ابو الاعلی مودودی کے اردو ترجمہ قرآن کا ہندی ترجمہ کیا-مولانا نے اردو زبان میں خود بھی اپنا ترجمہ قرآن کیا ہے، جس کے کئی ایڈیشن منظرِ عام پر آ چکے ہیں-اس کے علاوہ انھوں نے اردو زبان میں تفسیر بھی لکھی ہے، جس کی کمپوزنگ ہو چکی ہے اور جلد شائع ہونے والی ہے- قرآنی موضوعات پر ان کی بہت سی کتابیں مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز اور دیگر مکتبوں سے طبع ہوئی ہیں - چند کتابوں کے نام یہ ہیں: شاہ عبد القادر کی قرآن فہمی، انتخاب قرآن، قرآن کے تدریسی مسائل، قرآن کا صوتی اعجاز، قرآن مجید کے ادبی محاسن، ایمائے قرآن، وغیرہ-

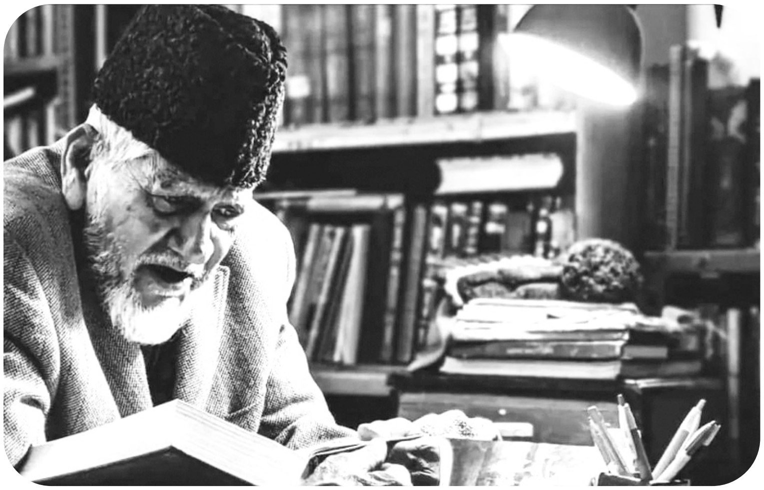

مولانا کا پرانی دہلی میں دو مقامات: جامع مسجد دہلی اور مرکز جماعت (چتلی قبر) میں درس قرآن کا برسوں معمول رہا ہے-انھوں نے درس میں پورے قرآن کو پانچ مرتبہ ختم کیا ہے -ان کے دروس میں شرکت کے لیے لوگ دؤر دؤر سے آتے تھے- مرکز جماعت (ابو الفضل انکلیو، نئی دہلی) میں منتقل ہونے کے بعد بھی ان کا درس مسجد اشاعت اسلام میں جاری رہا، لیکن کچھ دنوں کے بعد صحت کی خرابی کی وجہ سے سلسلہ منقطع ہو گیا-ان کے دروس کی اپنی شان ہوتی تھی-قرآنی معارف و نکات اور ایمانی و روحانی اسرار و رموز کے ساتھ آواز کا زیر و بم سامعین کو مسلسل اپنی گرفت میں رکھتا تھا-

مولانا فاروق خاںؒ کی شہرت کی دوسری بنیاد ان کا مطالعہ حدیث تھا-تشریحاتِ احادیث پر مشتمل ان کی کتاب 'کلامِ نبوت' تحریکی اور غیر تحریکی دونوں حلقوں میں یکساں مقبول ہے -لاکھوں انسانوں نے اس سے فیض اٹھایا ہے-اس کے علاوہ بھی ان کے متعدد مجموعے احادیث، آثارِ صحابہ اور مسنون دعاؤں کے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز سے شائع ہوئے ہیں- مثلاً: مطالعہ حدیث، دعائیہ چہل حدیث، آثار صحابہ، انتخاب احادیث قدسیہ، حکمت نبوی احادیث کی روشنی میں، آں حضور کی دعائیں-ان کی ایک کتاب 'علم حدیث-ایک تعارف' کے نام سے ہے، جس میں حدیث کی اہمیت و مقام، اصطلاحات

مولانا فاروق خاںؒ کی شہرت کی دوسری بنیاد ان کا مطالعہ حدیث تھا-تشریحاتِ احادیث پر مشتمل ان کی کتاب 'کلامِ نبوت' تحریکی اور غیر تحریکی دونوں حلقوں میں یکساں مقبول ہے-لاکھوں انسانوں نے اس سے فیض اٹھایا ہے- اس کے علاوہ بھی ان کے متعدد مجموعے احادیث، آثارِ صحابہ اور مسنون دعاؤں کے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز سے شائع ہوئے ہیں- مثلاً: مطالعہ حدیث، دعائیہ چہل حدیث، آثار صحابہ، انتخاب احادیث قدسیہ، حکمت نبوی احادیث کی روشنی میں، آں حضور کی دعائیں-ان کی ایک کتاب 'علم حدیث-ایک تعارف' کے نام سے ہے، جس میں حدیث کی اہمیت و مقام، اصطلاحات حدیث اور محدثین کی سوانح بیان کی گئی ہے

حدیث اور محدثین کی سوانح بیان کی گئی ہے-

مولانا عرصہ تک جماعت اسلامی ہند کے ہندی شعبہ کے انچارج رہے- انھوں نے خود بھی بہت سی کتابوں کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا اور ان کی سربراہی میں دوسروں کے ذریعے بھی ترجمے کا خاصا کام ہوا- ان کے تربیت یافتگان میں مشہور داعی، مصنف اور عالم مولانا نسیم غازی بھی ہیں- مولانا کا ہندو مت کا مطالعہ بہت وسیع تھا- انھوں نے اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں اس موضوع پر متعدد علمی اور تحقیقی کتابیں تصنیف کی ہیں- اردو میں چند کتابوں کے نام یہ ہیں: خدا کا تصور ہندو دھرم کی کتابوں میں، ہندو دھرم کی کچھ قدیم شخصیتیں، چند ہندوستانی مذاہب، رگ وید ایک تجزیاتی مطالعہ، اسلام کی اہمیت ہندو دھرم کے پس منظر میں-

مولانا روحانی شخصیت کے مالک تھے- لوگ سمجھتے ہیں کہ جماعت اسلامی والوں کا روحانیت سے کیا واسطہ؟ لیکن مولانا کی روحانیت وابستگانِ جماعت کے درمیان مسلّم تھی اور باہر کے لوگ بھی اس کا اعتراف کرتے تھے- ان کی تقریریں ہوں یا نجی مجلسیں سب روحانیت اور تربیت وتزکیہ کی باتوں سے معمور ہوتی تھیں- ہندومت کی مذہبی شخصیات بھی مولانا کی گفتگو سے بہت متاثر ہوتی تھیں- مولانا کی تصانیف سو سے متجاوز ہیں، جن میں سے بیش تر مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی سے شائع ہوئی ہیں- چند مزید کتابوں کے نام یہ ہیں: تزکیہ نفس اور اخلاق، تزکیہ نفس اور ہم، تکریم نفس اور اسلام، تربیت کے فکری وعملی پہلو، خدا کیا اور کہاں؟، خدا کی پُر اسرار ہستی کا تصور، کلمہ سواء، آخرت کے سایے میں، آئین اسلام، اسماء حسنیٰ، امت مسلمہ کا منصب ومقام، توحید اور مسائل حیات، علوم نبوت، عرفانِ حقیقت، کائنات آئین حقیقت، کائنات میں اللہ کی نشانیاں، فطری نظام معیشت، ہندوستان میں اسلام کی اشاعت، حقیقت نبوت، حقیقی تصوف، دعوت اسلام اور اس کے اصول وآداب، دعوت دین اور اس کے کارکن، دعوت دین کے مضمرات، خواتین اسلام کی علمی خدمات، وغیرہ-

مولانا شاعر بھی تھے- وہ فراز سلطان پوری تخلّص رکھتے تھے- ان کا کلام بہت پہلے 'حرف وصدا' کے نام سے شائع ہوا تھا- کچھ عرصہ قبل اضافہ شدہ اڈیشن 'لمعات' کے نام سے ھدایت پبلیکیشنز نئی دہلی طبع ہوا ہے- میں نے ان کا کلام ان کی زبانی سنا ہے- عرصہ پہلے ایک غزل سنی تھی- اس کا ایک شعر اب تک حافظہ میں محفوظ ہے:

یہ کس نے کہا مت خطا کیجیے
جب خطا کیجیے رو لیا کیجیے

مولانا فاروق خاں ادارہ تحقیق وتصنیفِ اسلامی علی گڑھ کے بانیوں میں سے تھے- 1981 میں ادارہ کی تشکیلِ نو کے وقت مولانا صدر الدین اصلاحی کو صدر اور مولانا سید جلال الدین عمری کو سکریٹری منتخب کیا گیا- مولانا فاروق خاں اس کی مجلس منتظمہ کے رکن تھے- 1984 میں جب مولانا صدر الدین اصلاحی نے صدارت سے معذرت کردی تو مولانا فاروق خاں کو صدر بنایا گیا- برسوں کے بعد جب مولانا جلال الدین عمری مرکز جماعت (نئی دہلی) منتقل ہوئے تو مولانا نے ادارہ کی صدارت ان کے حوالے کردی- مولانا عہدوں اور مناصب سے بڑے بے نیاز رہتے تھے- وہ آخر تک ادارہ کی مجلس منتظمہ کی نشستوں میں پابندی سے شریک ہوتے رہے-

آخر میں مولانا سے اپنے ذاتی تعلقات پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں- مولانا مرکزِ جماعت (چتلی قبر، پرانی دہلی) میں تنہا رہتے تھے- ان کا کمرہ قرآنیات، مذاہب، تصوف، تاریخ وغیرہ کی کتابوں سے بھرا رہتا تھا- بارہا مجھے ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے- وہ ملاقاتیوں کو اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پلایا کرتے تھے- اس کے لیے انھوں نے ایک الیکٹرک کیتلی لے رکھی تھی- چائے بسکٹ کے ساتھ وہ اپنی پُر لطف، معنی آفریں اور حکیمانہ باتوں سے بھی شاد کام فرماتے تھے- ان کا یہ معمول آخر تک رہا-

میں نے ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطیٔ کی کتاب 'الإعجاز البیانی للقرآن الکریم' کا اردو ترجمہ کیا- میری خواہش ہوئی کہ وہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز سے شائع ہوجائے- میں نے سوچا، کسی سے سفارش کرادوں تو اشاعت یقینی ہوجائے گی - نگاہِ انتخاب مولانا پر پڑی- ان کی خدمت میں حاضر ہوا- عرضِ مدّعا کیا- ان کی دوسطری تائید وتوثیق نے تمام مراحل

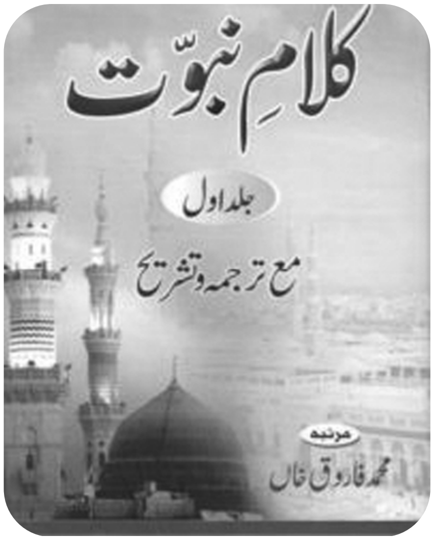

آسان کردیے- میں نے سید قطب شہید کے مقالات کے مجموعے 'دراساتِ اسلامیۃ' کا اردو زبان میں ترجمہ 'اسلام اور مغرب کی کش مکش' کے نام سے کیا - میں نے مولانا سے خواہش کی کہ اس پر مقدمہ لکھ دیں- انھوں نے مایوس نہیں کیا-

2011 میں میں علی گڑھ سے دہلی منتقل ہوا اور مرکزِ جماعت میں 8 برس تصنیفی اکیڈمی کے سکریٹری کی حیثیت سے خدمت انجام دی- اس دوران مولانا کی تصنیفات کی طباعت کے لیے ان سے بار بار رابطہ ہوتا تھا- وہ اپنے مسودات دے کر بے نیاز ہوجاتے تھے- 'کلامِ نبوت' 5 جلدوں میں چھپ رہی تھی، جن میں سے دو جلدیں دوسری جلدوں کی بہ نسبت زیادہ ضخیم تھیں- فیصلہ کیا گیا کہ ترتیبِ نو کے بعد اسے 7 جلدوں میں طبع کیا جائے- مولانا نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی- تصنیفی اکیڈمی کی جانب سے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرائے جانے کا فیصلہ کیا گیا - مولانا نے بہ خوشی اس کی اجازت دے دی- جناب ڈی- عبدالکریم (میسور) اس کا ترجمہ کر رہے ہیں اور کئی جلدیں Prophet speaks کے نام سے طبع ہوچکی ہیں- بعض اسباب سے ان کی بعض کتابوں کی عدم اشاعت کا فیصلہ کیا گیا، لیکن انھوں نے بُرا نہیں مانا- اللہ تعالیٰ مولانا کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کی لغزشوں سے درگزر کرے، انہیں اعلیٰ العلّیین میں جگہ عطا فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور تحریک کو ان کے نعم البدل سے نوازے، آمین، یارب العالمین!

کم فہمی عذاب سے کم نہیں ہوتی

شہزادمنیراحمد

اللہ کی پا کی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے۔اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی خوبیاں نہ پڑھتی ہو۔لیکن تم ان کا پڑھنا نہیں سمجھتے۔

(سورت بنی اسرائیل 44)

علامہ اقبال نے کیا خوب ترجمانی کرتے ہوئے کائنات اور منفرد تخلیق، حضرت انسان کی فطرت پر یہ شعر موزوں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دنیا میں
انسان کی ہر قوت، سرگرم تقاضا ہے

انسان کے علاوہ کسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے " تفکر" کا وصف اور فیصلے کرنے کا اختیار نہیں دیا۔اس لیے ہر چیز وہی کرتی ہے جس کا اسے حکم ہے۔جب کہ انسان کو عقل وشعور اور غور و تدبر سے تحقیق کرنے کا وصف بھی ودیعت کیا گیا ھے "الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات و الارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا (۔سورت آل عمران آئیت 191)، ترجمہ '' وہ (انسان) اللہ کا ذکر کرتے ہیں، کھڑے ہوں، بیٹھے ہوں یا اپنی کروٹیں بدلتے ہوئے، اور آسمان وزمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ بیکار نہیں بنایا ہے۔"

علم وعلمیات Epestimology پر جب بھی بات ہوگی تو پرانا قول " جتنے منہ اتنی باتیں" کا عملی مظاہرہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ Epestimology، پر سب سے پہلے FRIERRE JAMES E نے سترھویں صدی عیسوی میں لکھا تھا کہ کسی بات پر یقین تب تک نہ کیا جانا چاہیے جب تک خود اور خوب تحقیق نہ کر لی جائے۔پھر ہالینڈ سے اسپنوزا بولا اور خوب بولا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں

اس کے بعد فرانس کے ژاں پال سارترے نے یہ فیلڈ سنبھالا۔ 1964 میں نوبل انعام ملا۔ ژاں پال سارترے نے اپسٹیمالوجی کا پلو آخری دم تک نہ چھوڑا۔اور کہتا رہا ہے کہ کسی بات ،نظریے پر تب یقین کرنا چاہیے جب اس کی حقیقت پر خود تحقیق کر لی جائے۔لوگوں کی اکثریت سنی سنائی باتوں کو آگے بڑھاتی رہتی ہے جو خود فریبی ہے۔1986 میں ژاں پال سارترے فوت ہوگیا۔

تحقیق کے اعتبار سے افسوس مسلمانوں پر ہوتا ہے جو اپنا لازوال

نظریہ حیات، جامع تہذیب اور پر امن تمدن کو شوق جدت پسندی میں ترک کر کے تہذیب اغیار کو اپنا کر اپنی زندگی خراب کر رہے ہیں۔

تجس اور تحقیق انسانی مزاج کا حصہ ہے۔جس نے اس پر غور کیا تو اس نے فلاح پائی۔ بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کی جہالت میں لتھڑے معاشرے میں ذلتوں کا شکار ہوئے انسانوں پر اللہ کو رحم آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتم النبیین کو ھدایات کے نور کا مخزن، قرآن کریم دے کر ان کی راہنمائی کے لیے انہیں مبعوث فرمایا، اور آگاہ فرمادیا کہ آج سے میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔اس کے بعد نہ تو کوئی صحیفہ نازل ہوگا اور نہ کوئی نبی ہی آئے گا۔اس لیے تم اپنے اللہ اور رسول اللہ (محمد) کی اطاعت کرو اور فلاح پاؤ (اطیعو اللہ و اطیعوالرسول)۔تاریخ عالم گواہ ہے کہ دنیائے حجاز سے وہ لوگ جو بے کس، بے بس، غلام اور غلاموں کی قابل رحم زندگی گزار رہے تھے، وہ جب فرمان الٰہیہ پر ایمان لائے اور اطاعتِ رسول پر قائم ودائم رہے تو انہوں نے معاشرے میں بے مثالی عروج وکمال پایا۔ تہی شکم مسلمان نان جویں کے میسر آنے پر اللہ اکبر پکارنے اور شکر اللہ کرنے والے کمزور مسلمانوں کو اللہ کل شی ءقدیر رب العالمین نے دنیا میں ایک جری , لشکر، معزز گروہ اور معتبر قوم بنا دیا۔وہ پستیوں کی گھاٹیوں سے نکل کر شاہی محلات تک جا پہنچے دنیا میں اپنی حکمرانی کے پرچم لہراتے جدھر نکلتے کامیابی ان کا آگے بڑھ کر استقبال کرتی۔ ان کی جہالت ان کے لیے عظمت وکمال کی آخری حدوں تک لے جانے کا وسیلہ بن گئی۔ ماننے والے ہی فلاح پاتے ہیں۔ایسے لوگ ہی یہ کہنے کے مستحق ہوتے ہیں کہ

(Ignorance is curseThe believers are winners)

تاریخ شاہد ہے کہ مسلم معاشرہ یکے بعد دیگرے تب تک ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا گیا جب تک وہ نظریہ حیات مومن (خاص ھے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی) پر کاربند رہا، کیونکہ نظریہ اسلام آفاقی نظریہ ھے، جس میں انسانی معاشروں کی ہمہ جہت راہنمائی کے قواعد وضوابط موجود ہیں اس لیے مسلم فلسفیوں نے معاشرتی علوم کے ہر شعبے پر توجہ دی، اس پر تحقیق کی اور ضخیم کتابیں لکھیں جن سے دنیا بھر کی ریاستوں نے، دانشوروں نے اور عوام الناس نے استفادہ کیا۔

مسلم دانشوروں نے ثابت کیا کہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے بندے کو حوصلہ، قوت ایمان اور صراطِ مستقیم تو ملتا ہے

مگر منزل کا سفر بندوں کو اپنے پاؤں پر چل کر طے کرنا ہوتا ہے۔ یہی وہ آزمائش کا نقطۂ نظر ہے، (لیس للانسان الا ماسعی) " جسے اللہ الرحمٰن نے اپنے بندوں کے لیے قائم کر رکھا ہے، اسلامی فتوحات کے عروج کے زمانے میں علمی میدان میں کمال پانے والے مسلم دانشوروں، کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اپنی اپنی علمی تحقیق , (نظام فلکیات، الجبرا جیومیٹری، حساب، علم طب اور سیاسیات کے علاوٰہ شعر و ادب سماجیات اور روحانیات وغیرہ) پر اپنے اپنے شعبہ میں کام کر کے ناموری پائی (مثلا فارابی الکندی، ابن ماجہ، ابن اسحاق

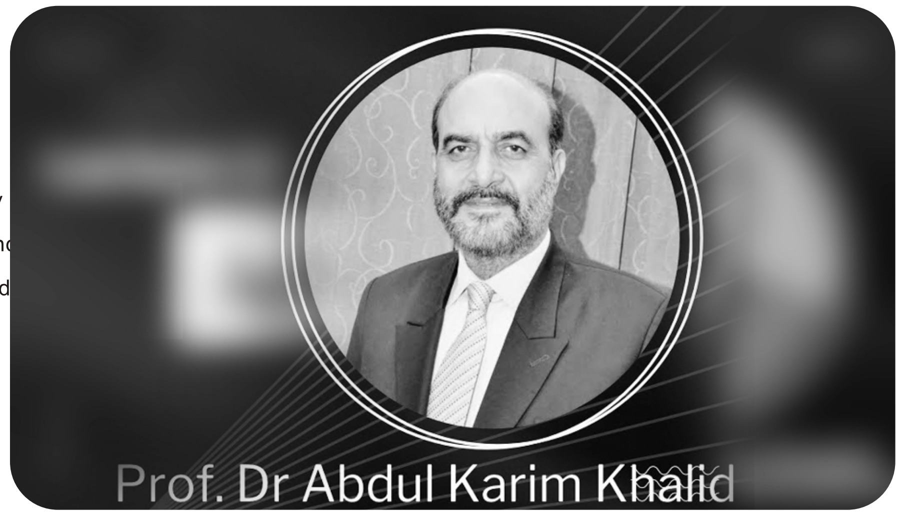
Prof. Dr Abdul Karim Khalid

الرازی ابن سینا، ابن طفیل ابن رشد ابن خلدون ابن الخیام اور ابن عربی، کچھ دیگر فلاسفرز اور اصفیاء حضرات) نے خوب دل جمعی سے تحقیق جاری رکھی۔ یہ عروج چودھویں صدی عیسوی کے وسط تک برقرار رہا۔

پھر مسلم اکابرین کو لذت ذہن (قصے کہانیاں سننے سنانے اور خود نمائی کا شوق) اور لذت دہن (خوش خورا کی استقبالیوں، ظہرانوں، عشائیوں) کاہلی، آرام طلبی کی گرد آلود بادسموم نے اسلامی تحقیق کے پھول کو مرجھا کر اس کی رنگینی بھی چھین لی اور خوشبو بھی اور پھر، بدقسمتی سے مسلم معاشرہ تحقیقی میدان میں قحط الرجال کا شکار ہوتا چلا گیا اور سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق آگے پھیلاتے جانے پر ہی اکتفا کیا جانے لگا۔۔ جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہو ہے کہ مسلم۔ معاشرہ حق و حقیقت سے سرکتے سرکتے اصل مقصد و منزل سے بہت نیچے لڑھک گیا، .Ignorance is curse یعنی خوش بختی ثابت ہونے والی Ignorance اب مسلمانوں کے لیے بدبختی بن کر سامنے آ گئی۔ ترک تجسس و تحقیق نے مسلمانوں کی ترقی کا پہیہ الٹا گما دیا۔

۔ بلا تحقیق و تصدیق بات کو آگے پھیلانے کے افسوس ناک رویے کا ذکر قرآن پاک، سورت النور میں درج ہے۔ جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو متنبہ کیا کہ سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق نہ پھیلاتے پھرو۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے

علامہ اقبال نے ایسے ناپسندیدہ رویے پر لکھا ہے۔

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ خالق و مالک ارض و سما کی قدرت کی وسعتوں کا شمار کرنا انسانی بس میں نہیں۔۔ علمی اکائیوں (انسان، انسانی نفسیات اور معاشرتی ارتقاء، دیگر تخلیقات) پر تحقیق کرنے والے انسانوں کا علم کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو، بہرحال محدودات کے تابع ہوتا ہے۔۔ ادھورے اور خام شعور سے اخذ کردہ۔ انسانی تصور و تخیل تھوڑی دور چل کر اپنی رائے اور راہ تبدیل کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ مثلا:-

خالق کائنات نے تو بتایا کہ ابتدا میں زمین و آسمان ایک اکائی کی شکل میں موجود بند رکھے گئے تھے۔ نہ آسمان کا منہ کھلا تھا کہ بارش ہوتی اور نہ زمیں پر ہی کوئی روئیدگی پیدا ہوتی تھی۔ اللہنے بنی نوعِ انسان کے فائدے کے لیے دونوں کے منہ کھول دیئے۔ اوپر سے پانی کا دہانہ کھلا اور نیچے زمین کے مسام کھل گئے۔ اسی زمین میں ندی نالے دریا سمندر اور معدنیات و کانیں نکالیں۔ آسمان کو چاند ستاروں سے مزین کر کے روشن کر دیا، جن کا الگ الگ کام ہے اور جدا جدا مقام ہے۔ بحوالہ سورت الانبیاء آئیت نمبر .30

تخلیق کائنات کے بارے مذکورہ بالا پیرے میں بیان کردہ حقیقتوں کے باوجود محققین نے ہمیں یہ بتایا کہ۔

There was a big bang.

They say that univers started with infinitely hot dense single point which inflated and stretched, first with unimaginable speed and thenat more measureable rate, over the 13.7billion years to the still expanding expandingstill billion years to thecosmos. cosmos .

بگ بینگ، بڑے دھماکے سے دنیا کے وجود کو لانے والے سائنسدان ہمیں یہ بتانے سے مگر قاصر ہیں کہ وہ BANG BIG کیسے پیدا ہو گیا جب اس سے پہلے کسی چیز کا وجود ہی نہ تھا۔

From zero one gets nothing.

یہ سائنسدان محققین کو اپنے زیر تحقیق مضمون یا مضمون کی ذیلی شاخ کا پس منظر ضرور زیر بحث لانا چاہئیے۔ دوسرا یہ کہ:- پہلے تصور کیا جاتا تھا کہ زمین چپٹی ہے، پھر رائے بدلی، اور کہا گیا نہیں زمین گول ھے، کچھ عرصہ بعد محققین نے مزید اصلاح کرتے کہا کہ زمیں اپنی ہئیت میں بیضوی شکل رکھتی ہے۔۔ ہم اب اسی یقین کے ساتھ جی رہے ہیں کہ زمین بیضوی گول ہے۔

Ignorance is Blessing صرف ان لوگوں مقدر بنتی ہے جو غور و فکر کرنے کے عادی ہوں۔

دورِ جدید کے چند واقعات پر بات کرنا چاہوں گا۔

اسلام آباد کے ایک بڑے سوداگر جو نارووال سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے راقم کو بتایا کہ میری مفلسی میری سب سے بڑی محسن ہے۔ میں مزدوری کی تلاش میں اسلام آباد آیا تو میرے پاس نہ پیسے تھے، نہ وسیلہ نہ کوئی واقف تھا۔ آج اللہ کے فضل سے میں خوشحال ہوں اور میرے ملازمین کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غربت اور ناقابل برداشت تنگدستی میرے لیے خود کفالت اور خوشحالی کا وسیلہ بن کر مجھے اسلام آباد لے آئی تھی۔ Ignorance is curse.

Knowledge iswealth

پاکستان کے ایک بڑے بیوروکریٹ جناب عبدالکریم خالد اپنی کتاب فردِ حیات میں جو لکھتے ہیں وہ انہیں کی زبانی سنیے۔

غربت اور بے بسی کا زمانہ تھا۔ زمین کی فصل ہندو بنیا اور آڑھتی اٹھالے جاتے تھے ہمارے حصے افسوس رہ جاتا۔ مکئی باجرہ ہماری خوراک کا حصہ ہوتا۔ گندم کی روٹی کھانا ہمارے لیے بہت بڑی

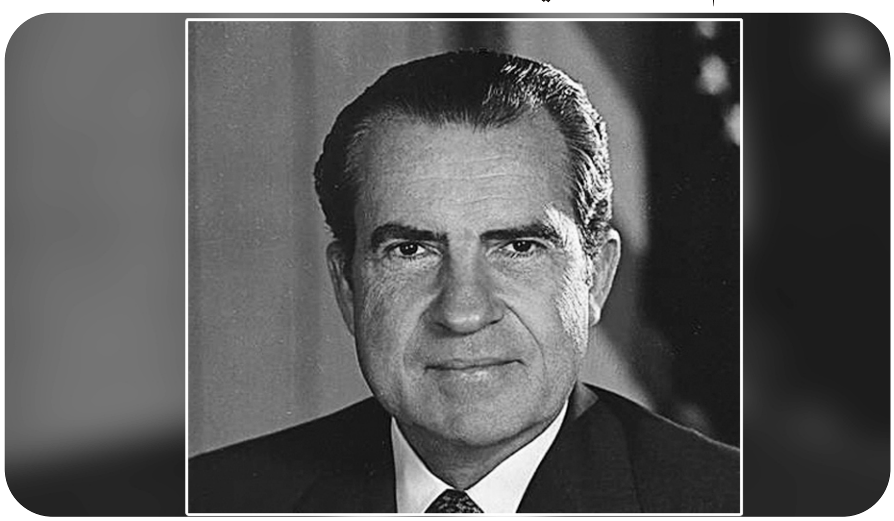

امارت اور عیاشی تھی زمین کا مالیہ کی ادائیگی ایک الگ مسئلہ تھا۔ میں نے معصومیت میں ماں سے پوچھا ہم کب غربت سے نجات پائیں گے۔ جواب ملا "جب تم پڑھ لکھ کر بڑے افسر بنو گے" خوش بختی کے وسیلے کی نشان دہی ماں جی کی زبانی سن کر میں نے پڑھائی پر مزید توجہ اور محنت کی طرف رغبت اپنالی۔ اور پھر اعلی تعلیم مکمل کی تو سول سروس کا امتحان پاس کر کے اسٹنٹ کمشنر بن گیا۔ جناب عبدالکریم خالد صاحب پاکستان ریونیو بورڈ کے سیکریٹری بن کے ریٹائر ہوئے تھے۔۔

> تاریخ شاہد ہے کہ مسلم معاشرہ یکے بعد دیگرے تب تک ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا گیا جب تک وہ نظریہ حیات مومن (خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی) پر کاربند رہا، کیونکہ نظریہ اسلام آفاقی نظریہ ہے، جس میں انسانی معاشروں کی ہمہ جہت راہنمائی کے قواعد و ضوابط موجود ہیں اس لیے مسلم فلسفیوں نے معاشرتی علوم کے ہر شعبے پر توجہ دی، اس پر تحقیق کی اور ضخیم کتابیں لکھیں جن سے دنیا بھر کی ریاستوں نے، دانشوروں نے اور عوام الناس نے استفادہ کیا۔

امریکی صدر رچرڈ نکسن نے اپنے سیکیورٹی سیکشن کو دین اسلام پر بریف Brief تیار کرنے کے لیے کہا۔ حکم کی تعمیل میں کئی صفحات پر مشتمل بریف تیار کر کے دے دیا گیا۔ صدر نے وہ طویل بریف اپنے اسپیشل ایڈوائزر جان رابرٹ گرین کو دیا اور کہا اسے ذرا مختصر کر دیں۔ رابرٹ گرین نے اب خود اسلامی لٹریچر منگوا کر پڑھا تو قرآن کریم میں درج روحانی ہدایات کے مندرجات کے مطالعہ نے اس کے دل کی دنیا بدل کر رکھ دی۔ صدر کا بریف تو مناسب تراش خراش کے بعد حسب ہدایت صدر تک پہنچا دیا گیا۔ اب مگر قرآن کریم کے مطالعہ نے رابرٹ گرین کی اندھیری دنیا میں روشن روشن انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے اسلامی سیمینارز اور دیگر اسلامی اجتماعات میں باقاعدگی سے شرکت کرنا شروع کر دی۔

رابرٹ گرین لکھتے ہیں میں نے ہارورڈ یونیورسٹی میں تین سال تک قانون پڑھا لیکن وہاں میں نے کبھی لفظ JUSTICE نہیں سنا تھا۔

رابرٹ گرین نے پھر 1981 میں دین اسلام قبول کیا اور اپنا نام "فاروق عبدالحق" رکھا۔ اس بے دین شخص کے لیے دین اسلام سے لاعلمی Ignorance is blessing بن کر سامنے آئی۔۔۔ فاروق عبدالحق، لکھتے ہیں کہ ایک دن یہودی لیکچرار کلاس میں پڑھاتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں پر بات کرنے لگا۔ میں اسے خاموش کرانے چاہتا تھا۔ میں کہا کیا امریکی آئین میں قانون وراثت کا تذکرہ ہے۔ اس نے جواب دیا بالکل ہے۔ Eight Valiums ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ اسلام نے اس قانون وراثت کو صرف دس سطروں میں بیان کر رکھا ہے۔ میں نے قرآن میں درج قانون وراثت والی۔ سورتیں اسے پڑھوائیں تو وہ نہ صرف مان گیا بلکہ وہ مسلمان بھی ہو گیا۔ (جاری)

شہزاد منیر احمد (گروپ کیپٹن ریٹائرڈ) راولپنڈی/اسلام آباد کے معروف ادیب، شاعر، مصنف اور کالم نگار ہیں، کشمیرالیوم کے لیے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے مابین جھڑپ۔۔۔پانچ مجاہدین شہید، متعدد فوجی ہلاک و زخمی

9لاکھ بھارتی فوج کے علاوہ مقبوضہ کشمیر کے پہلگام علاقے میں مزید60ہزار بھارتی فوجی تعینات کرنے کی تیاری

حریت رہنما یاسمین راجہ، زمرودہ حبیب سمیت درجنوں حریت رہنما بھارتی پولیس کے ہاتھوں گرفتار، درجنوں جائیدادیں ضبط

ہمایوں قیصر

16 مئی2023ء۔۔بھارتی پولیس نے (این آئی اے) کے ہمراہ ایک چھاپے کے دوران سرینگر سے تعلق رکھنے والے دو بے گناہ کشمیریوں جاوید احمد بٹ اور ظہور احمد بٹ کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے ان دونوں پر الزام عائد کر دیا کہ وہ ممتاز حریت رہنما میر واعظ مولوی محمد فاروق کے قتل میں ملوث ہیں۔یاد رہے بھارتی ایجنٹوں نے میر واعظ مولوی محمد فاروق کو21 مئی 1990 کو سرینگر کے علاقے نگین میں ان کے گھر میں گھس کر شہید کر دیا تھا۔سعودی عرب میں ایک بھارتی شہری نے 24 سالہ کشمیری نوجوان ذاکر نبی بٹ ساکنہ قاضی گنڈ کو قتل کر دیا۔ ذاکر نبی بھارتی ڈرائیور کی جانب سے دانستہ طور پر گاڑی کی ٹکر سے جاں بحق ہو گیا ہے۔ذاکر کے اہل خانہ کے مطابق آسام کے بھارتی ڈرائیور کا کچھ دن پہلے ذاکر کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا اور وہ اسے مسلسل ہراساں کر رہا تھا۔

17 مئی2023ء۔۔ضلع پلوامہ کے علاقے اونتی پورہ میں بھارتی پولیس فورس کے ایک اہلکار نے اپنی سروس رائفل سے خود کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔

18 مئی2023ء۔۔بھارتی پولیس نے ضلع بارہمولہ میں دو نوجوانوں بشیر احمد میر اور سید خاکی شاہ نامی نوجوانوں کو پی ایس اے کے تحت حراست میں لیا اور بعدازاں انہیں جموں کی کوٹ بھلوال جیل منتقل کر دیا۔پولیس نے دعویٰ کیا کہ یہ دونوں بھارت مخالف سرگرمیوں میں ملوث تھے۔ بھارتی پولیس نے اور دو نوجوان محمد افسر خان اور طارق احمد شیخ کو بھی گرفتار کیا ہے۔ ان پر ایک جھوٹا الزام عائد کر کے انہیں بھی کوٹ بھلوال جیل منتقل کیا گیا۔سوپور میں بھارتی فوج کے ایک یونٹ میں کرنٹ لگنے سے شدید زخمی ہونے والا نوجوان ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔26 سالہ دانش بجلی کا کرنٹ لگنے سے اس وقت شدید زخمی ہوا تھا جب بھارتی فوج کی ایک یونٹ نے اسے گزشتہ ہفتے سوپور قصبے میں اپنے کیمپ کے قریب بجلی کی ترسیل منقطع کئے بغیر سی سی ٹی وی کیمرے نصب کرنے پر مجبور کیا۔

19 مئی2023ء۔۔ضلع اسلام آباد کے کرناگ میں صباء بیگم نامی خاتون کی لاش نالہ برینگی سے برآمد ہوئی۔ بھارتی پولیس نے

گرفتار حریت رہنما شبیر احمد شاہ کے گھر پر چھاپہ مار کر گھر کے سامان کی توڑ پھوڑ کی اور اہلخانہ کو ہراساں کرنے کے علاوہ مکان کی دستاویزات قبضے میں لے لئے۔ بھارتی پولیس نے دو حریت رہنماؤں یاسمین راجہ اور زمرودہ حبیب کو سرینگر سے گرفتار کر کے وویمن پولیس اسٹیشن رام باغ میں نظر بند کر دیا۔

20 مئی2023ء۔۔بھارتی پولیس کے اسپیشل انویسٹی گیشن یونٹ نے ضلع ڈوڈہ میں پاکستان میں مقیم پانچ کشمیری حریت پسندوں کے گھروں پر چھاپے مارے۔ایس آئی یو نے یہ چھاپے ضلع کے علاقے گندوہ میں ان کے خلاف درج جھوٹے مقدمات کے سلسلے میں مارے۔جن کشمیری حریت پسندوں کے گھروں پر چھاپے مارے گئے ہیں ان کی شناخت تانتہ کہارہ کے عطا محمد عرف عادل مبشر، کنتھل تانتہ کے محمد یاسر عرف شاہد، ترنکل کہارہ کے محمد شفیع عرف ندیم اور امجد علی عرف راشد اور مانوئی چلی پنگل کے ماجد حسین عرف ابوزاہد ثاقب کے طور پر ہوئی ہے۔ بھارتی تحقیقاتی ادارے 'نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی'' کی ایک عدالت نے غیر قانونی طور پر نظر بند کل جماعتی حریت کانفرنس کے سینئر رہنما مولوی بشیر احمد عرفانی پر ایک جھوٹے مقدمے میں فرد جرم عائد کر دی ہے۔این آئی اے کے اہلکاروں نے بھارتی پیراملٹری اور پولیس دستوں کے ہمراہ وادی کشمیر کے سری نگر، کپواڑہ، پلوامہ اور اسلام آباد اضلاع کے علاوہ جموں خطے کے ضلع پونچھ میں گھروں پر چھاپوں اور تلاشی کارروائیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔بھارتی فوجیوں نے اپنی ریاستی دہشت گردی کی تازہ کارروائی کے دوران ضلع پونچھ میں ایک کشمیری نوجوان کو شہید کر دیا۔فوجیوں نے نوجوان کو ضلع کے علاقے مینڈھر میں تلاشی آپریشن کے دوران شہید کیا۔

21 مئی 2023ء۔۔بھارتی فوج نے جموں خطے کے علاقے اکھنور سے چار بے گناہ کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کر لیا ہے۔محمد شفیق، ظفر اقبال، جاوید اقبال اور عامر ملک نامی نوجوانوں کو مٹھی فلائی اوور کے علاقے سے فوجی قافلے کی ویڈیو بنانے پر گرفتار کیا گیا۔

22 مئی2023۔۔سرینگر میں جی20 کے ناکام اجلاس کے

خلاف مقبوضہ جموں وکشمیر اور آزاد جموں وکشمیر میں مکمل ہڑتال کی گئی جبکہ مودی کی زیر قیادت بھارتی حکومت نے مقبوضہ علاقے میں سخت پابندیاں عائد کردی تھیں۔چین ، سعودی عرب، ترکیہ، انڈونیشیا، مصر اور میکسکو نے اجلاس میں شرکت نہیں کی۔سرینگر میں جھیل ڈل کے کنارے تقریب کے اردگرد بھارتی فوجیوں، پیراملٹری فورسز، ایلیٹ نیشنل سیکورٹی گارڈز اور میرین کمانڈوز کی بھاری نفری تعینات کی گئی تھی۔دکانداروں بالخصوص لال چوک، ریذیڈنسی روڈ، بڈشاہ چوک ، مائسمہ اورسرینگر کے دیگر علاقوں کے دکانداروں کو بھارتی فوج اور پولیس نے اپنے کیمپوں اور تھانوں میں طلب کیا اور انہیں اپنی دکانیں کھولنے کی ہدایت کی تھی۔

24 مئی 2023ء۔۔کشمیر میں بھارتی پولیس کے سپیشل انویسٹی گیشن یونٹ نے ضلع کشتواڑ کے علاقوں پڈر، کیشوان اور ٹھکرائی میں چار افراد کے گھروں پر مارے گئے جن کے خلاف غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے کالے قانون''یواے پی اے''،تحت جعلی مقدمات درج ہیں۔

25 مئی 2023ء۔۔ضلع پلوامہ کے اونتی پورہ علاقے میں ایک تیز رفتار ٹرک نے ہائی وے پر کھڑی بھارتی فوجی گاڑی کو ٹکر ماردی جس کے نتیجے میں تین بھارتی پیراملٹر اہلکار زخمی ہو گئے ہیں۔

26 مئی 2023ء۔۔کشمیر کے ضلع پونچھ میں بھارتی فوج کی بچھائی گئی بارودی سرنگ کے دھماکے میں ایک شہری جاوید اقبال زخمی ہوگیا۔بھارت کے بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارا ین آئی اے نے جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین محمد یاسین ملک کو سزائے موت دینے کے لیے دلی ہائی کورٹ سے رجوع کیا ہے۔ضلع بارہمولہ میں بھارتی انتظامیہ نے چار نوجوانوں جاوید حسین بیتو ساکنہ گوشہ بگ پٹن، نثار احمد گنائی ساکنہ چندرہامہ پٹن ، عابد پرویز حجام اندرگام پٹن اور نثار احمد وانی ساکنہ سلطان پورہ پٹن کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر کے کوٹ بھلوال جیل منتقل کیا ہے۔

27 مئی 2023ء۔۔ضلع کشتواڑ کے علاقے چرگی میں بھارتی فوج نے ایک بے گناہ کشمیری نوجوان محمد یوسف چوہان کو مجاہد تنظیم کا رکن قرار دے کر گرفتار کرلیا۔

29 مئی 2023ء۔۔ضلع بڈگام کے علاقے بن پورہ سوئیہ بگ میں موٹر سائیکل پر سوار ایک بھارتی پولیس اہلکار ٹرک کی ٹکر سے ہلاک ہوگیا۔ضلع اسلام آباد کے علاقے جنگلات منڈی کے قریب نامعلوم افراد نے ایک ہندو شہری دیپو ساکنہ ادھمپور کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔نئی دلی کے زیر کنٹرول ریاستی تحقیقاتی ادارے ایس آئی اے نے ضلع کپواڑہ میں تقریباً20 دکانوں کو سیل کر دیا۔ایس آئی اے نے جماعت اسلامی کی زیر ملکیت ایک شاپنگ کمپلیکس کی دکانوں کو کالے قانون کے تحت سیل کر دیا۔

30 مئی 2023 ۔۔ سرینگر کے علاقے بٹہ مالو بائی پاس پر نامعلوم افراد نے چاقو سے وار کرکے ایک شخص اعجاز احمد ساکنہ مومن آباد کو ہلاک کر دیا۔ضلع پونچھ کے سرحدی علاقے گلپور میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے مابین فائرنگ کا تبادلہ ہوگیا۔اس دوران بھارتی فوج نے تین مجاہدین کو اسلحہ سمیت گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے ،گرفتار شدگان میں ایک مجاہد کو فائرنگ کے دوران زخمی حالت میں گرفتار کیا گیا۔ضلع بڈگام کے آری پتھن علاقے میں بھارتی پولیس اوراین آئی اے نے فاروق احمد بٹ، علی محمد ڈار اور زبیر احمد ڈار کے گھروں پر چھاپے مارے، گھروں کی تلاشی لی اور مکینوں کو حراساں کیا۔

31 مئی 2023ء۔۔ بھارتی فوجیوں نے ضلع پونچھ میں کنٹرول لائن کے قریب کرمارہ گاؤں میں محاصرے اور تلاشی کی کارروائی کے دوران محمد فاروق نامی شخص کو گولی مار کر زخمی کر دیا۔بھارتی فوج نے تین افراد کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔اس سے قبل اسی علاقے میں ایک حملے میں ایک بھارتی فوجی زخمی ہوا تھا۔ضلع گاندربل میں قائم پولیس کے ایک تربیتی کیمپ میں زیر تربیت ایک پولیس اہلکار کو پر اسرار حالت میں مردہ پایا گیا۔

یکم جون 2023ء۔۔ضلع سانبہ کے منگو چک چوکی علاقے میں بھارتی فوج نے فائرنگ کر کے ایک شخص کو شہید کر دیا۔نئی دلی کے زیر کنٹرول ''سٹیٹ انویسٹی گیشن ایجنسی'' نے تین اضلاع پلوامہ، شوپیاں اور اسلام آباد میں کم از کم 9 مقامات پر چھاپے مارے۔سرینگر شہر میں دو بی جے پی رہنما اعجاز حسین اور اس کے ذاتی محافظوں نے سرینگر کے علاقے پانتہ چوک کے قریب بغیر کسی وجہ کے دو افراد پر حملہ کیا اور انہیں ہراساں کیا۔

2 جون 2023ء۔۔ضلع راجوری میں بھارتی فوجی گاڑی کی ٹکر سے کشمیری نوجوان کی موت کے خلاف زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ضلع کے علاقے کلرگالہ میں بی ایس ایف کی ایک گاڑی نے دانستہ طور پر ایک موٹر سائیکل کو ٹکر ماردی جس کے نتیجے میں اس پر سوار ثاقب ملک شہید ہوگیا۔بعد ازاں اہلخانہ، رشتہ دار اور گاؤں کے لوگ نوجوان کی لاش لیے کلر چوک میں جمع ہوئے اور جموں راجوری پونچھ شاہراہ کئی گھنٹوں تک بلاک کردی۔

03 جون 2023۔۔ بھارتی ریاست مغربی بنگال کے دارالحکومت کلکتہ میں بھارت کے غیر قانونی زیر قبضہ جموں وکشمیر سے تعلق رکھنے والا ایک طالب علم مردہ پایا گیا۔ضلع بڈگام کے علاقے یاریخواہ خانصاحب کا رہائشی طالب علم محمد عمر گنائی کالج کے ہاسٹل میں مردہ پایا گیا۔ وہ ''بی بی آئی ٹی'' کالج میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ بھارتی فوجیوں نے اپنی ریاستی دہشت گردی کی تازہ کارروائی کے دوران ضلع راجوری میں ایک اور کشمیری نوجوان کو شہید کردیا۔فوجیوں نے نوجوان کو

ضلع کے علاقے ڈسال مہاری میں محاصرے اور تلاشی کی پر تشدد کارروائی کے دوران شہید کیا۔جنوبی کشمیر کے ضلع کولگام میں ایک ٹرک ڈرائیور کو پراسرار حالت میں مردہ پایا گیا۔

4 جون 2023ء۔۔ضلع اسلام آباد کے علاقے بجبہاڑہ گڑھ سیر کا رہائشی باقر بشیر وانی 25 مئی سے جولا پتہ تھا کی لاش بجبہاڑہ میں دریائے جہلم سے برآمد ہوئی۔

5 جون 2023ء۔۔ بھارتی پولیس کی خصوصی تحقیقاتی یونٹ ایس آئی یو نے اسرائیلی طرز پر کام کرتے ہوئے مقبوضہ جموں و کشمیر میں آزادی پسند اور بھارت مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں 58 افراد کو گرفتار کیا ہے۔

6 جون 2023ء۔۔سرینگر کے علاقے سمبر بگ نوگام سے ایک عدم شناخت شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے۔سری نگر کے علاقے میں بھارتی تحقیقاتی ادارے نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی نے ممتاز کشمیری عالم دین اور مدرسہ دارالعلوم رحیمیہ کے مہتمم مولانا رحمت اللہ قاسمی کو پوچھ گچھ کیلئے طلب کرلیا ہے۔یادرہے کہ این آئی اے نے گزشتہ برس اکتوبر میں بانڈی پورہ میں مولانا قاسمی کے گھر پر چھاپہ مارا تھا۔اس چھاپے سے قریباً ایک ہفتہ قبل انہوں نے مقبوضہ کشمیر کے اسکولوں میں طلباء کو ہندو بھجن گانے پر مجبور کرنے کے حکومتی حکم کے خلاف پریس کانفرنس کی تھی۔

7 جون 2023ء۔۔مقبوضہ کشمیر میں مودی حکومت نے آزادی پسندوں کی مزید ملکیتی اراضی اور عمارتوں سمیت کروڑوں مالیت کی 124 جائیدادیں ضبط کرلی ہیں۔ان جائیدادوں میں سے 77 کا تعلق سماجی و مذہبی تنظیم جماعت اسلامی سے ہے۔ضلع راجوری کے منجکوٹ علاقے میں دو بھارتی فوجی رائفل حادثاتی طور پر چل جانے کیوجہ سے زخمی ہوگئے۔ بھارتی فوج کی چھاؤنیوں اور کیمپوں میں اس قسم کے واقعات کے دوران اب تک بیسیوں بھارتی فوجی ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔

8 جون 2022ء۔۔مقبوضہ کشمیر میں فرقہ پرست بھارتی پولیس نے جموں خطے کے ضلع کشتواڑ میں دو مسلمان تاجروں اشتیاق احمد اور عطا محمد کو گرفتار کرلیا۔سرینگر ضلع کے علاقے مہجور نگر میں بھارتی فوجی اہلکار شجاع علی بٹ کو اپنے کرائے کی رہائش گاہ پر پُراسرار طور مردہ پایا گیا۔پولیس نے ضلع پلوامہ کے اونتی پورہ علاقے میں ایک عدم شناخت بوسیدہ لاش برآمد کرلی۔

9 جون 2023ء۔۔بھرتی کے عمل میں بدعنوانی کے خلاف پریس انکلیو سرینگر میں احتجاج کرنے والے محکمہ فائر اینڈ ایمرجنسی سروسز کے امیدواروں پر بھارتی پولیس نے طاقت کے وحشیانہ استعمال کیا اس دوران کئی لوگ زخمی ہوگئے۔

10 جون 2023ء۔۔ پونچھ، راجوری، کشتواڑ، ڈوڈہ، رام بن، جموں، ریاسی اور کٹھوعہ اضلاع کے مختلف قصبوں اور دیہاتوں میں بھارتی فوجی اور پیراملٹری فورسز کے اہلکاروں نے بدنام زمانہ ملیشیا ویلج ڈیفنس گارڈز کے ارکان کے ساتھ ملکر مسلمانوں کے گھروں میں گھس گئے۔اس دوران انہوں نے مکینوں کو مارا پیٹا اور گھر کا سامان تہس نہس کردیا۔

11 جون 2023۔۔ بھارتی پولیس نے ضلع کشتواڑ کے علاقے ٹنڈر میں حریت کارکن مدثر احمد کے گھر پر چھاپہ مارا، گھر کی تلاشی لی گئی اور گھر والوں کو ہراساں کیا گیا۔

12 جون 2023۔۔ اسرائیلی ماڈل پر عمل کرتے ہوئے بھارتی ادارے این آئی نے کشمیری تاجر ظہور احمد وٹالی کی تین غیر منقولہ جائیدادیں ضلع کپواڑہ کے علاقے باغات پورہ میں ضبط کرلی ہیں۔یادرہے ظہور وٹالی کو این آئی اے نے 2017 میں گرفتار کیا تھا۔ضلع جموں کے ریلوے اسٹیشن پر معذور افراد کے لئے مختص کوچ سے ایک 50 سالہ نامعلوم شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے۔

13 جون 2023ء۔۔جموں خطے کے ضلع ریاسی میں ایک اور شخص کو کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کرلیا۔ضلع کے علاقے گران موڑ کے رہائشی مقبول احمد کو کالے قانون کے تحت گرفتار کرکے اسے جموں کی امپھالہ جیل منتقل کردیا۔قبل ازیں قابض انتظامیہ نے آزادی پسند سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام پر تین دیگر افراد محمد اشرف میر، محمد یاسین بٹ اور محمد اشرف صوفی پر کالا قانون پبلک سیفٹی ایکٹ لاگو کرکے انہیں جموں خطے کی مختلف جیلوں میں نظر بند کردیا۔بھارتی فوجیوں نے اپنی ریاستی دہشت گردی کی تازہ کارروائی کے دوران ضلع کپواڑہ میں دو اور کشمیری نوجوانوں کو شہید کردیا ہے۔فوجیوں نے نوجوانوں کو ضلع کے علاقے ڈوبنار مڑھل میں تلاشی اور محاصرے کی کارروائی کے دوران شہید کیا۔بھارتی فوج نے محاصرے اور تلاشی کی کارروائیوں کے دوران ضلع بانڈی پورہ کے علاقے حاجن میں ایک کشمیری نوجوان کو گرفتار کیا۔فوج نے دعویٰ کیا ہے کہ گرفتار کئے گئے نوجوان کے قبضے سے دو دستی بم برآمد کیے گئے ہیں۔بھارتی تحقیقاتی ادارے این آئی اے نے سرینگر میں غیر قانونی طور پر نظر بند کل جماعتی حریت کانفرنس کے ترجمان اور تحریک حریت جموں و کشمیر کے رہنما ایاز محمد اکبر کی جائیداد ضبط کرلی۔ایاز اکبر گزشتہ سات سال سے نئی دلی کی تہاڑ جیل میں غیر قانونی طور پر نظر بند ہیں۔ان کی اہلیہ جو کینسر کے موذی مرض میں مبتلا تھیں کا اپریل 2021 میں انتقال ہوگیا تھا۔

14 جون 2023ء۔۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی حکومت مزید 60 ہزار سے زائد بھارتی پیراملٹری فورسز کے اہلکاروں کو امرناتھ یاتریوں کی سیکورٹی کیلئے تعینات کرے گی۔یادرہے مقبوضہ جموں وکشمیر میں پہلے ہی نو لاکھ بھارتی فوج موجود ہے جو کشمیری قوم پر پچھلے پچھتر سالوں سے ظلم وجبر ڈھا رہی ہے۔

15 جون 2023ء۔۔ضلع بانڈی پورہ کے علاقے بونیار کا رہائشی 15 سالہ شاکر جو سری نگر میں ایک فلاحی مدرسے کا طالب علم تھا جمعہ کی صبح ضلع بارہمولہ کے علاقے کنزر میں پراسرار حالت میں مردہ پایا گیا۔لڑکے کے اہلخانہ اور رشتہ داروں نے سری نگر کے پریس انکلیو میں احتجاجی مظاہرہ کیا اور مطالبہ کیا کہ واقعہ کی تحقیقات کی جائے۔بھارتی پولیس کے سپیشل انویسٹی گیشن یونٹ نے ضلع کپواڑہ میں مزاحمتی کمانڈر الماس رضوان خان کی 3.25 ایکڑ اراضی ضبط کرلی ہے۔ضلع کپواڑہ کے جمگنڈ علاقے میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک خونریز معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں پانچ مجاہدین نے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کردیا۔جھڑپ کے دوران متعدد فوجی ہلاک وزخمی ہوگئے۔بھارتی فوج نے دعویٰ کیا ہے مجاہدین سے کافی تعداد میں گولہ بارود اور ہتھیار برآمد کیا گیا ہے۔